بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے شوق شکر ایزد تعالی شانہ کا کانون صدور شعرا مین کیون نہ شعلہ زن ہو جسنے
چار چمن بہشت دنیا کو فصول ارکان رباعی عناصر سے مُرَدَّف کر کے طوطی شکر خاے
نفس ناطقہ کو مقابل آئینہ تامل جمال عروس معانی اِنَّ مِنَ الشعر لحکمۃ کی شکر ریز کیا
اور تقیید قوافی سپاس اوس خداوند حقیقی کی مزید وصل معشوقان مجازی سے ہے کہ
جسنے عنادل خوش الحان دستان سراے فصیح نواے زبان کو قفس تنگ دہان مین قوت
اذہان راسخہ اِنَّ مِنَ البیان لسحرا سے نغمہ ریز فرمایا سبحان اللہ الیاقادر کہ جسکی مشاطہ
قدرت نے عروس معانی کو حجلہ صور فکر مین جلوہ ظہور کا بخشا اور جسکی صانع حکمت
سواد لفظ کو فروغ مضمون سے مثل مردم چشم کے سر چشمہ نور کا کیا زبان نطق بیدار
وفاضۂ بیان شکستہ سے گوہر بدامان اور فکر معنی طراز نفس بہار [illegible]

دل و گریبان المصنفہ دیان غنچہ فیض حمد سے وا ؛ زبان خار شکر او سکوین گویا ؛
زمین پیہین سے وان موجہ احسان ؛ فلک یک خیمہ ایستادہ ارکان نعمت
جواہر زواہر تشنو تحیات بیحد نثار روح پر فتوح اور صلوٰۃ بے شمار [illegible] اوس
دیوان رسالت کہ جسنے مجموعہ و قافیتین جسکی النبی ؛ فرد تحیا ؛ اپنی نہایت کا
کرکے دُرِ غرر نا ای انا افصح العرب والعجم کو آویزہ گوش عالم و عالمیان کا کیا ؛
اور جواہر منظوم صلوٰۃ لاتعد موزون عقد اوس باعث ایجاد و تکوین کو جو زینت حمائل ازل
آزر یار وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحیٰ سے دوش جان و جہانیان کو سبح و مزین فرمایا
حبذا النبی خاتم النبیین کہ جسکا دین متین ناسخ ملل و ادیان سابقین ؛ و سنت سنیہ جسکی رافع
سنن انبیا و مرسلین ؛ آنحضرت فخر النبیین ؛ خاتم المرسلین ؛ مصباح شبستان نبوت ؛ مشعل
ایوان رسالت ؛ مرغوب ارباب طریقت ؛ مطلوب اصحاب حقیقت ؛ شفیع المذنبین ؛
انیس المؤمنین ؛ نبی الحرمین ؛ امام القبلتین ؛ مخلع بخلعت قرابت فکان قاب قوسین او
ادنیٰ مکحل بکحل الجواہر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغیٰ ؛ خاتم فص رسالت ؛ عالم نص نبوت حضرت احمد
محمد مصطفےٰ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سنقبت نفحات رائحات درود و طیبات
اور تحیات زاکیات سے ارواح طیبہ و اشباح طاہرہ مشاہیر آل اطہار اور جماہیر اصحاب کبار
خصوصاً چار رکن مشکوٰۃ شرائع مصطفوی اور چار عنصر کالبد خلافت نبوی یعنی
خلفاء الراشدین ائمۃ المہدیین کے مروح و معطر ہو کہ جنہوں نے اپنے حسن اجتہاد و
کوشش باطنان جہالت کو [illegible] مسالک دانش و آگاہی کا فرمایا ؛ عنوان [illegible] علیہم [illegible]
[illegible] قافیہ بیان [illegible] فصحا [illegible]
[illegible] تشنگان [illegible] گشتہ [illegible]

مخفی و محتجب نہ رہے کہ کوئی متاع ازبس گران مایہ اور روشن گران بہا سخن سے
دوکان امکان مین بازرگانان فہم و رسا کی ہاتھ نہ آئی اور کوئی بضاعت بیقیمت
نفیس پر ضیا کلام منظوم سی بازار دوار مین کاردانان ذہن و شعور کی نہین پائی
غواصی خرد کی بحر مدارک مین گو متواتر غوطہ مارے لیکن ہرگز یتیم گرانبہا تر مثل اوسکے
قبضہ دخل مین نہ آیا اور جماعت رمال عقل کی دائرہ بیاض خرد مین ہرچند زائچے
اوسکا جا بجا پر کسیطرح زائچہ ضمیر سے استخراج حکم نظیر شکل فرح بخش اوسکی کا نہوا
صیرفی شعور کو کوئی چیز درست عزیز زائد اس سے نملی اور مصور فکر کے مرقع خیال مین
زیباتر اس سے کوئی صورت متصور نہوئی وزن و مقدار اس در شاہوار کا بجانے مگر
جوہری کامل اور قدر و اعتبار اس نقد کامل العیار کا نہ پہچانے الا صیرفی عاقل
اور انصاف اگر نہ تو یہ ہے شعر کوئی گوہر نہین سخن کے سوا قدر و قیمت مین اسی در یکتا
نظم ایک دریا ہے ناپیداکنار کہ جسکو کوئی عبور نہین کر سکتا مگر موزونان ازبان پسندیدہ
اور کلام موزون وہ میزان ہے گران بار کہ جسکو اوٹھا نہین سکتا کوئی الا ہمدرد
دست طبائع سنجیدہ آدم ہر بہر سخن لیکن باوصف تنوع اسالیب اور تلون ترکیب
اور تفاوت مراتب ذہانت اور تباین درجات فراست کے شے جلا بخش اس گوہر در
اور موزونی کی اس جوہر سر سخن کا علم قوافی ہے کہ کوئی ناظم سلطے الحقیقۃ
دریافت اس دقیقہ سے مستغنی نہین کیونکہ جب تک جوہری گوہر سخن کو رشتہ
نظم مین منتظم نکرے ہرگز گلو ہی شاہد دل پسند دقیقہ سنجان بلاغت کا نہو اور تاوقتیکہ
جنس شعر و سخن کی میزان قافیہ مین ہم سنگ نپائی جاوے منظور انظار کامل العیار
اصحاب فصاحت کا نہو ماہرین علم پر مخفی نہین ہے کہ شاعر لا علم کسنہ تھا فی تحرہ

محافل بلغا و فصحا ہوتا ہے اور کلام اوسکا مصدع اوقات عقلا و علما فلہذا جب
طالب صادق مجموبہ دقائق رابقہ اس فن سے ہمدوش ہو تب تلاش اوسکی
مین غیرت یوسف طلعتان سحبان طبیعت ہوا اور جب عاشق وامق صفت عذرائے
نکات فائقہ سے ہم آغوش ہوتے نتائج اوسکی باعث رشک لیلی نشان حسنان جودت ہوئے
رخسارہ سلمای عبارت کا منور و منضر ہوئے اور زلف مشکین لیلاے مقال کی غیرت
نافہ و عنبر اگر ایک شعر اوسکا بیفاصلہ نائب مناب مثنوی شیراز بیان اور ایک غزل
اوسکی باعث خجلت غزالہ دیوان حجاز بیان مطلع اوسکا مقطع قصائد عراقیان اور
مقطع اوسکا خاتمہ کلام صفاہانیان رباعی اوسکی چار ارکن خسارہ رشاے دلبندے
اور تنہائی اوسکی آبرو ریز سلک گوہر ہاے حسنا خاطر پسند قطعہ قافیہ سنجان کہ مین ابی عبارت
گنج دو عالم پر رکھین اقتدار مفتح ابواب سجہ نکتہ دان مرد سخن سنج کی ہتک بات
تفکر ان شائق صادق کو چاہیے کہ تاسیس اساس علوم قوافی مین جاعد جاعد
السیمی نامورس کا ہووے کہ محلس گوہر سنجان فصاحت مین شہرہ اوسکی سخنوری کا
پہونچے دخل تواتر سخن چنیان ہم گھرے اوسکا کلام موزون خروج کرے اور
معراج قبول تقیقہ رسان عالی خبرت پر عروج فرماوے ورنہ بدون حصول اس امر
بے بہا کے کور سخن ہی و بادیپائی ہے بقول شیخ شیراز شعر نطق سے انسان ہوا درجہ
دواب چاہیے انسان کو نطق باصواب درینولا ہرچند سلطان ہفت سخن گوے
بزبان اردو اقالیم ضمائر شائقین پر علم زن اور رقی زبان نا نوا از عشق غزل نویسی کے
کانون خواطر محبت مظاہر احبا مین شعلہ فگن مگر مہذب کلام اور اصول سخن کا تذکرہ ہوا
بسبب انضباط املاک و انقطاع سے فرصت وقت نرمی کہ چند سے حصول عمدہ عروض قوافی کا

کرین بلکہ بغور حصول ملکہ نوشتہ اند شدہ بود کی محض معیشت مین کہ انسان حریص کو
اوس سے چارہ نہین ہے شاغل ہوی گم اور مفقود اور بر وقت اشغال شوق کی مطالعہ کتب
قوافی فارسی سے کہ متعلق ہین قاصر ہیں اور سوائے ازین ایسا کوئی رسالہ بزبان اردو
کہ ذہن نشین طالب فن قوافی میں ہو کسی متقدمین و متاخرین نے تالیف نہین کیا لہذا
خیر خواہ طالبان فن پیچمدان سزاوار مغفرت ذو المنن ذرۂ اخلاق کمترین جہانیان بنا ز ق
ناآخوان دبستان نادانی و تعلیمی سیاح بحور لاعقلی و کم فہمی معتصم بحبل عنایت رب علا
محتاج شفاعت نبی امجد فقیر ابو عبد العزیز المدعو بہ منظور احمد غفرہما اللہ الاحد ابن
عالم اکمل حکیم اجل مولوی ابو عبد اللہ محمد قلندر علی خلف الصدق سید غلام حسین
رفع اللہ درجتہما و نور مضجعہما رضوی الحسینی نسباً و الحنفی مذہباً نقشبندی المجددی
مشرباً بدلی المشہدی اصلاً و الصمدلی الفرخ آبادی وطناً نے بر طبق تاکید و
فرمایش مزید و بروفق قدغن و خواہش عدید احباب عالیجناب جلیل النصاب کی اس
عجالہ نافعہ و وجیزہ مفیدہ کو کتب معتبرہ اہل فن جیسے رسالہ قافیہ عالم بے بدل
فاضل عدیم المثل محلع بخلعت بلند نامی مولانا عبد الرحمن جامی اور عنوان الشرف
علامہ شرف الدین اسمعیل اور قسطاس علامہ جار اللہ زمخشری اور معیار الاشعار
علامہ محقق طوسی اور معیار جمالی مولانا شمس فخری اصفہانی اور کتاب المعجم
محمد شمس ابن قیس اور مناظر الانشا شیخ محمد گیلانی اور بدائع الصنائع مولانا
عطاء اللہ حسینی اور رسالہ نور الدین ابن احمد اور مفتاح سکاکی اور نہایت الادب
شرح عروض ابن حاجب اور رسالہ علامۂ عصر قدوہ کملای دہر مولانا رفیع الدین
وغیرہم سے انتخاب و استنباط کرکے زبان اردو میں مشعر بیان مصطلحات قوافی فوائد

البحوری منجبر
وزن منجز
العروض
و شعر

و نظائر و وجوہ تسمیہ اصطلاح اور معنی قرار دادہ مصطلحان قوافی و لغت و اعتراض و جواب مرجحہ اور حرکات و اسماے حروف قوافی جدا جدا فارسی و عربی و اردو کی بہ بیان مفصلہ تالیف و تصنیف کیا بعنایت رب ودود کا امیدوار ہوں کہ اس رسالہ کو مقبول و مانوس طبائع فیض منابع خاص و عام کرے ؛ آمین رب العالمین عرض خدمت میں نکتہ سنجان حقائق بلاغت اور دقیقہ رسان دقائق فصاحت کے یہ ہے کہ خطا و غلطی مصنف سراسر تقصیر پر نظر نفرماوین کیونکہ فقیر ہیچمیرز نے تاحال کوئی رسالہ قافیہ کا زبان اردو میں نہیں دیکھا ہیں باین معنی فقیر مصنف بنا دالی جامع قوافی و نظائر اردو کا بانی و بادی ہے اور بادی سے بنظر ابتداے فعل بہم خطا واقع ہوتی ہے لہذا حتی الامکان اصلاح میں دریغ نفرماوین اور دعاے خیر سے عاقبت مؤلف مذنب کو یاد کرین اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْن

کلام اول در تعریف قافیہ و معنی و وجہ تسمیہ آن

شبدیز خامہ وقائق نگار ایضاح نکات رائقہ میں سطح قرطاس پر اس طور سے جولانی کرتا ہے اور شعاب جبال نکات مدققہ قوافی کو طے کرکے منزل مقصود پر آتا ہے گوہر تحقیق کو رشتہ تصدیق میں پروتا ہے اور جمال شاہد بیان کو جلوہ ظہور کا دیتا ہے کہ قافیہ اصطلاح شعرا میں مراد ہے اوس مجموع و تمام سے کہ جسکی تکرار الفاظ متشابہ الاواخر متغائر الالفاظ متغائر المعانی کی ساتھ آخر مصرع یا آخر ابیات میں واجب ہو یا مستحسن اس شرط سے کہ مستقل ہو تلفظ میں ملکہ جزو لفظ ہو یا بمنزلہ جزو کی ؛ اور یہ تکرار عام اس سے کہ حقیقی ہو جسطرح پر قوافی رباعی یا قطعات و بیتی میں یا بحکم تکرار کا رکھتا ہو جیسے قافیہ فرد میں ہوا کرتا ہے یا تقدیری جسطرح پر نظم مسمط میں ہوتا ہے اور نزدیک ابو الحسن اخفش کی تمام کلمہ

آخر بیت کا قافیہ ہے اور عند البعض نصف کلمہ ہے اور ابو علی قطرب اور ابو عباس نے فقط حرف روی کو
قافیہ کہا ہے اور ابن کیسان کے نزدیک وہ ہے جسکا اعادہ آخر ہر بیت میں لازم ہو
لہذا حسب قول ابو علی و ابو عباس کے اصطلاح بعض میں روی اور قافیہ مرادف ہیں جیسا کہ
محاورہ گفتگو میں بولتے ہیں کہ فلان ذوال یا شین قافیہ بائز ہے مثلاً اس مطلع
اس شعر میں مولانا محمد خرم علی بلہوری خدا فرماچکا قرآن کے اندر ، مرے محتاج ہیں پیغمبر
بیمبر ہیں تکملہ اور خلیل ابن احمد امام عروضیان اور سکاکی اور صاحب قصیدہ خزرجیہ
اور مولانا رفیع الدین کے نزدیک تعریف قافیہ کی یہ ہے کہ قافیہ حرف ساکن آخر بیت
اوس ساکن تک ہے کہ جو قبل ساکن اول کے ہو خواہ بیواسطہ جیسے فاع اور خواہ بواسطہ
بعضے حروف متحرک کے اور وہ کبھی ایک ہو جیسے لام فعولن کا اور کبھی دو جیسے عین لام
فاعلن کا اور کبھی تین جیسے عین لام اور تا مستفاعلن کا اور کبھی چار جیسے فا اور عین اور لام اور
تا فعلتن کا لیکن جبکہ ساکن ثانی ماقبل اوسکے ہو تو دونو ساکن مع مابینہما قافیہ میں داخل
لیکن بنسبت حرف ماقبل ساکن اول کی دو روایتیں ہیں محقق طوسی حرف حرکت ماقبل کو
داخل قافیہ کہتے ہیں نہ حرف مذکور کو سکاکی حرف کو بھی داخل قافیہ کہتا ہے اور
صاحب قصیدہ خزرجیہ اور مولانا رفیع کا یہی مذہب ہے کما قال صاحب القصیدۃ
و قافیۃ البیت الاخیرۃ بل ہی ، المتحرک قبل الساکنین الی انتہاہا ، اور جار اللہ زمخشری کا
یہ قول ہے کہ ماقبل ساکن اول اور حرکت اول ساقط الاعتبار ہے کما قال فی القسطاس
اذا توالت فی الضرب اربع متحرکات اعتمد بین الساکنین کفعلتن اذا وقعت ضربا بعد خبر آخرہ
نون ساکنۃ کقولک مستفعلن فعلتن فقلبت اربع متحرکات متوالیۃ قد توسطت بین الساکنین
سے المتکاوس الی آخر العبارت اور علامہ شرف الدین تعریف قافیہ کی یہ کرتے ہیں الحرف

نظام الدین احمد صاحب مجمع الصنائع اور رشید الدین وطواط صاحب حدائق السحر اور صفی الدین
حلی اور عز الدین موصلی اور جماعت کثیر نے فحول علما از نامدار سے صنائع بدیعی مین
مسمط کو لکہا ہے لہذا حدود شرائط قافیہ سے خارج ہے مگر محقق طوسی کلمات متشابہ
مسمطات کو بہی قافیہ محدود مین شمار کرتے ہین کما قال فی فصل الاول کتاب المعیار اور
مولانا جمال الدین حسین انجو صنعت مسمط کے منکر اور کلام قدما مین اعتراض کرکے سہو قرار دیا ہے ایہام معنی تسمیط کے
لغت مین موارید در رشتہ کشیدن ہے چونکہ صنعت مسمط مین آخر ہر بند مصراع کو قوافی متماثل لاتے ہین لہذا مناسبت تام
موتی پرونے سے رکہتا ہے یا آنکہ تسمیط کے معنی چیزی را بچیزی بستن کے ہین چونکہ شاعر ہر بند مصرع اپنے کو باہم دیگر
مربوط اور منتظم کرتا ہے گویا کہ فتراک زین مین باندہتا ہے کلام دوم در تعریف
ردیف و حاجب و معنی و وجہ تسمیہ آنہا آرائے جہان آرائے ارباب بلاغت
اور ضمائر فیض ذخائر اصحاب فصاحت پر ناظم قلم توضیح معانی ردیف اور توزین تعریف
حاجب کلام و بیان کو اصطلاح پر مردف کرکے مبرہن کرتا ہے مستور و محتجب نرہے کہ
ردیف کے معنی لغت مین یہ ہین کہ ایک گہوڑے پر پیچہے سوار کے دوسرا سوار ہو اور
کلام شعرا مین اوس لفظ واحد یا الفاظ زائد از واحد کو کہتے ہین کہ جو براہ استقلال
حقیقی یا حکمی بعد قافیہ آخر ابیات مین بعینہ بار بار واقع ہو خواہ بمعنی واحد خواہ بمعنی
مختلفہ خواہ ایک با معنی ہو اور ثانی بے معنی نظیر بیک معنی جیسے جانم بود و ایمانم بود ؎
نظیر بہ معنی مختلف جیسے جان ما و طوفان ما یعنے جان من طوفان آب ؎ نظیر بے معنی
جیسے رستہ از ہر جا نرگس و دیدہ کند وا نرگس ؎ و قسم دیوانہ لبش بکیدم و خاموش
گفتگویم کرد ؎ کبود شد لب او سرمہ در گلویم کرد ؎ منظور عفی عنہ اوراق گل پہ وصف
رقاع نگار سے ؎ طغرا لکہا بہار نے خط غبار سے ؎ لا ادری آنکہین عاشق کہنہ تو

مطلع دوسرا بیت

اے گل رعنا دکھلا ؛ بیتابی کا کسی ناوان کو تماشا دکھلا ؛ اپنی پلک خصال پری وش خجستہ خو کہتا ؛
مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا ؛ نظیر بعینہ مختلف مبارک بریلوی جنبش مژگان ؛
نہین ہو جہ چشم یار پر ؛ دو ہرے شیکھے چل رہے ہین مردم بیمار پر ؛ دوہجوم بلبلان ؛
فصل خزان مین اب کہان ؛ اور ٹٹے پہرتے ہین گلستان مین فقط دو چار پر ؛
نظیر کہ زیادہ ایک کلمہ سے ہو امیر خسرو دہلوی لب شیرین توبکان نمک ست ؛
گرچہ شکرینہ سکان نمک ست ؛ لاحد اے دوست کہ دل زندہ بردا شتہ ؛ نکوست
کہ دل زندہ بردا شتہ ؛ لاحد اے درد مرلئے گزاری ؛ بیدرد مرلئے گذاری ؛ لاحد
متوالی شراب کو چھپا کر لانا ؛ ست والے شراب کو چھپا کر لانا ؛ ہے دختر رز کی پاس مست
منظور ؛ متوالے شراب کو چھپا کر لانا ؛ لفظ متوالے کہ تجنیساً تین جگہہ پر واقع ہوا ہے
تین معنی رکھتا ہے مصرع اول مین بمعنی ست مصرع ثانی مین صاحب عقل مصرع
رابع مین طاہر ست لی اور شراب کو چھپا کر لانا ردیف ہے رباعی پر وا نہین جو سیر
گلستان کیجی ؛ پروا نہین جو سیر گلستان کیجیے ؛ جون مرغ اسیر پر تو رکھتے ہین ہم ؛
پروا نہین جو سیر گلستان کیجیے ؛ مصرع اول مین بمعنی پروا مصرع دوم بمعنی پر کشادہ
مصرع سوم مین بمعنی لیکن وا نہین اور ردیف دو قسم پر ہے ایک مستقل کہ جسکا
بیان گذرا کہ براہ استقلال حقیقی آخر ابیات مین بعینہ مکرر وارد ہو دوسرا غیر مستقل
یعنے مستقل حکمی وہ ہے کہ جو قافیہ معمولی تحلیلی میں پایا جاوے کہ نصف لفظ کو قافیہ اور
نصف کو ردیف ٹھہراوین جیسا کہ اس غزل مین انشا جگر کی آگ سمجھے جس سے جلدوہ شعلہ
لگا کے برف مین ساقی صراحی سے لا ؛ گل سے وا دیے وحشت سے دیکھ مجنون ؛
کر گیا یہی اژدہام سے آتا ہے ناقہ لیلی ؛ نزاکت اوس گل رعنا کی دیکھ تو انشا ؛ نسیم صبح

جو چھو جا سے رنگ ہو میلا ؛ کلمہ لا اخیر دونوں شعروں مین غیر مستقل واقع ہوا جا ے
در آئینہ روی تو گر شبنم راست ؛ انوار تجلی الٰہی پیداست ؛ کلمہ ست موقوعہ مصرع ثانی
بمقابل کلمہ راست مصرع اول کے غیر مستقل واقع ہوا واضح ہو کہ لانا ردیف کا ابتدا
گو واجب نہین ہے مگر جب ردیف لائی جاے تب تکرار اوسکی واجب ہو جاتی ہے
تشریح جو شعر کہ شامل ردیف کی ہو اوسکو مُرَدَّف بسکون راء مہملہ کہتے ہین اور یہ
شعار خاص شعراے عجم وارد و کا ہے کیونکہ ردیف مخترعات شعراء فارس سے ہے
مانند رباعی اور تخلص کے مگر کسی کسی شاعر عرب نے بتقلید اہل عجم کچھ غزلین مردف لکھی ہین

**بیان حاجب**

حاجب اصطلاح ارباب عروض مین مراد اوس لفظ مکرر سے کہ جو یک معنی قبل ایک
قافیہ کے آوے جیسے لفظ سلطان کا اس رباعی مین مسعود سعد سلطان ملک ست و
در دل سلطان ہوسہ ہر روز کند بروی او سلطان ہوس ؛ ہرگز نزود بر او و بر سلطان دیو
حشم بد خلق از دو چار سلطان ورنہ خواہ مابین دو قافیہ کے جیسے لفظ داری کا اس
رباعی مین لا صد اے شاہ بر آسمان داری تخت ؛ سست ست عدو تا تو کمان داری تخت
حملہ سبک آری و گران داری تخت ؛ پیری تو بہ السن و جوان داری بخت ظہوری
اندر مزرعہ برگ و نوا گشتہ جہان ؛ بے گہر صوت و صدا گشتہ دہان ؛ بیگانہ دل شدند
غمہای کہن ؛ تا نغمہ تو رس شناگشتہ زبان ؛ میر کہین انکھوں سے خون ہو کے بہا ؛
کہین دل مین جنون ہو کر رہا ؛ سیلی جلوہ روے نازنین بزم کو دے لشارتین ؛ جملہ
ابروی قرین رزم کو دے اشارتین ؛ عند البعض حاجب مین قافیہ اور ردیف اور جو
الفاظ کہ بطریق لزوم مالا یلزم کے مکرر لاوین شامل ہے مگر اسپر حکم اور عمل نہین ہے

## کلام سوم در حروف قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا

نخلبندان بساتین سخن اور تماشاچیہ پیرایان نکات نو کہن انکشاف تعریف قوافی مین بیقیدانہ
فکر کو قید تلاش سے مطلق و مجرد فرماتے ہین اور تشنہ کامان وادی فراق کو
زلال امید وصال سے منطفی و ریان کرکے ہمردیف محبوب مطلوب کا کرتے ہین کہ اصل بنیاد قافیہ کا
حرف روی ہے اور آٹھ حرف تبع اوسکے چنانچہ ان نو حرفون کو کسی استاد نے اک قطعہ مین
بترتیب شایستہ جمع کیا ہی قطعہ قافیہ دراصل یک حرف است و ہشت آن اتبع ؛ چار پیش و
چار پس این مرکز آمہا دائرہ ؛ حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید آنگہ روی ؛ بعد ازان وصل
خروج است و مزید و نائرہ ؛ واضح ہو کہ چار حرف قافیہ کے روی سے ماقبل اور چار حرف
روی کے مابعد ہوتے ہین پس پہلے حرف روی کی تصریح کی جاتی ہے روی بفتح را و
کسر واو و سکون یا وہ حرف ہے کہ جس پر مدار قافیہ کا ہو خواہ وہ حرف اصلی ہو
یا بمنزلہ حرف اصلی قافیہ کے واقع ہوا ہو جیسے حرف لام کا ان دو شعرون مین لا حد
در ازل نقش تو بر صفحۂ گل دید چو دل ؛ دید و یاے دل بیچارہ فرو رفت بگل ؛ سودا
دید تیری ظلم خو کی سی نگہ کا ہے خلل ؛ ایک سے دو نظر آتی ہے بچشم احول ؛ اور روی
عند البعض مشتق ہے ری سے اور ری کی معنی لغت مین سیراب شدن کے ہین پس وجہ تسمیہ یہ
ہوئی کہ جسطرح پیاسا تشنہ پانی پینے سے سیراب ہوتا ہے اسطرح بیت نزدیک حرف روی کے
تتمیم سے سیراب ہوتی ہے یا متکلم بسبب روی کے تکلم سے سیراب ہوتا ہے اور عند البعض
روی مشتق ہے رواسے اور رواکی معنی لغت مین ایسی رسی کے ہین کہ جس سے بوجھہ شتر پر
باندھا جاے چونکہ بنیاد ابیات کی قوافی پر ہے اور بنیاد قوافی کی اس حرف پر ہے گویا کہ
اس حرف سے شعر ایسے باندھی جاتی ہین پس اوسکو روا سے تشبیہ دیتے ہین اور بعضون نے
کہا ہے کہ روی بر وزن فعیل کے اسم فاعل ہے اور مثل عرب مین مشہور ہے رویت الحبل یعنی

بھی سے یعنے رستی لیس اسکی معنی لغت مین بھی ریسمان تابندہ کی ہین جسطرح پر کہ ریسمان تابندہ
آپسمین اجزای ریسمان کو جمع کرتا ہے یہ حرف بھی ابیات کو باہمدیگر جمع کرتا ہے پس بسبیل
تشبیہ کے مشابہ اوس شخص کے روی اس حرف کا نام رکھا تکملہ اکثر قصائد حرف روی سے
منسوب ہوتے ہین جیسے قصیدہ لامیہ و میمیہ و نونیہ چار حرف قافیہ کے جو قبل حرف روی کے
واقع ہوتے ہین وہ یہ ہین پہلے ردف اوس حرف علت یعنے الف اور واو اور
یای ساکن کو کہتے ہین کہ جو حرف روی کے اول واقع ہوا ہو بے واسطہ حرف
متحرک کے اور حرکت ماقبل ان حرفون کے اونکی جنس سے ہو ردف بالف قلق ہجر تو نیا
بجز شراب وصال ؛ مرض ہجر کی دوای محال ؛ ردف بواو آباد لکھنوی ہرگز نہ کوئی دیکھنے
رخ حضور کا ؛ دی لاکھہ اپنی آنکھون مین سرمہ شعور کا ؛ ردف بیا آتش لکھنوی ساقی ہون تلخ
مشتاق دید کا ؛ دکھلا دے جام مین مجھے چاند عید کا ؛ محقق طوسی کے نزدیک
ردف عام ہے مدہ و غیرمدہ سے اور یہ خواہ وہ حرف علت ہو کہ حرکت ماقبل جسکی مناسب ہو
جیسے خورا اور خیر خواہ حرف صحیح ساکن بشرطیکہ مدہ قبل اوسکے نہو تاکہ خارج ہو حرف متحرک
امثال الفاظ سر و عادل مین اور ساکن امثال ساخت و پرداخت مین پس قید حرف علت کی
نہین ہوئی ردف کے معنی لغت مین پیچھے سوار ہونا ہے جیسا پس چیزے بودن از پی آمدن
چونکہ حرف ردف پس پشت یعنے ماقبل روی کے قائم ہوا ہے اسلیے اس نام سے موسوم ہوا
عرب مین بایام جاہلیت یہ رسم تھی کہ ایک شخص جانشین بادشاہ کا ہوتا اور سر کام مین
ثانی اوسکا رہتا اور طرف راست اوسکے بیٹھتا اوسکو ردف کہتے پس یہ حرف ثانی
لازم حرف روی کا ہے وجہ تسمیہ ثالث یہ ہے کہ ردیف و ردف دو ستارہ ہین
نسر طائر کے پاس لہذا حرف روی کے ماقبل کا نام ردف اور مابعد کا نام ردیف کہا

اردو میں اصل عیب الحشو ہے احتراز اس سے لازم و صحیح اور کبھی اوس یای مجہول کو جسکا
اماله کلمات عربی کے ساتھ کیا ہوا ایک شعر میں جمع کرتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں
انوری تا ناکه ویم از من بیخ و بیجیب دارد ؛ نے دیدہ خواب دارد نے دل شکیب دارد ؛
سودا معشوق مثل عاشق جنکی رکیب میں تھے ؛ اوس یار دلستان کے ردی ہی جلیب ہیں
دوسری قید اوس حرف ساکن بغیر ردف کو کہتے ہیں کہ جو بلا واسطہ اول روی کی واقع ہووے
(سوائے حرف علت کے اور کوئی حرف کہ قبل روی کے ساکن واقع ہوا ۱۲)
جس طرح یہ نون آن و نون نظیروں میں شعر حزیں ہر دو وقت طلوع از افق بساز چنگ ؛
زمانہ تیز کند تا لہ مرا آہنگ ؛ شعر کون اس بازار خوبی میں تری ہمسنگ ہے ؛ حسن کے
میزان میں تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے ؛ حروف قید کو باعتبار کثرت استعمال نہ باعتبار
حصر کے دس ہیں کہ اس قطعہ میں منظوم ہیں قطعہ گر حروف قید را گیری یاد ؛ ثبت در لفظ عجم
از دہ زیاد ؛ با و خا و را و زا و سین و شین ؛ غین و فا و نون با شد یقین ؛ جیسے ابر گبر و سخت
تخت و مرد درد و بزم رزم و مست دست و گشت دشت و نغز مغز و سفت گفت و بند
و چہر مہر و سوای ان کے زای فارسی جیسے مژدہ اور تای فوقانی جیسے تپک چتر اور لام جیسے گلک پلک تلخ بلخ اور الفاظ
عربی میں سوائے الف کے سب حروف قید ہیں جیسے صبر جبر و ستر و تر و نثر اثر و مجد سجد و فجر
و فخر بحر و مدح قدح و عذب جذب و حرب کرب و عزم جزم و کسر نسر و کشف نشف
و اصل فصل و غضب قضب و عطر قطر و نظم عظم و جہد رعد و نقص بغض و حصر نذر و
(صدر قیدر ۱۲ — وضع رصع ۱۲)
عصل نقل و ذکر فکر و حلم علم و حمل نمل و منع شنع و نور طور و قہر دہر
و خیر سیر تنبیہ اگر بنیاد قافیہ کی لفظ عربی یا فارسی یا ہندی پہ رکھیں تو رعایت تکرار
قید کی سب حرفوں میں لازم ہے جیسا کہ رعد و عدو بکر و فکر و عیب غیب البتہ بعض
اساتذہ نے باعتبار رعایت قرب مخرج کے اختلاف قید کو جائز رکھا ہے جیسے لفظ

بحر و شہر کی شعر سعدی مین جیسا کہ آگی بیان کرونگا انشاء اللہ العزیز قید سکے
معنی لغت مین بند کے ہین چونکہ تغیر اس حرف کا روا نہین اور تکرار کی رعایت لازم ہے
گویا ایک بند ہے حرف قید پر اور یہی ہے کہ حرف قید درمیان دو حرفون کی قید رہتا ہے
لہذا بنام قید نامور کیا تیسری تاسیس اوس الف ساکن کو کہتے ہین کہ اوسکے
اور روی کے درمیان مین ایک حرف متحرک کا واسطہ ہو جیسے شامل کامل و برابر
سراسر و کاکل کابل آور اوس متحرک کو دخیل کہتے ہین نظیر اوسکی حرکت شین اور
فا کی اس مطلع مین کمال اسمعیل اصفہانی اے آنکہ لاف میزنی بر دل کہ عاشق نیستا
طوبے لک از زبان تو با دل موافق نیست ۞ اور حرکت حرف با کی اس مطلع مین رند
چودہوین رات جو توسے کے مقابل ہو جاے ۞ چاندنی میلی ہو دہلوانے کے قابل ہو جاے
جملہ شعرون مین الف تاسیس اور حرف مابعد اوسکا دخیل آور اختلاف تاسیس کا اہل عجم کے
نزدیک ممنوع نہین بلکہ التزام اسکا از قسم صنائع ہے اور قافیہ مؤسسہ وہ ہے
کہ جسمین الف کی رعایت تمام ابیات مین مرعی رکہین شعراے عجم وارد وکی برخلاف
فصحاے عرب تاسیس کو واجب نہین جانتے ہین بلکہ مستحسن سمجہتے ہین معنی تاسیس کے
لغت مین بنیاد افگندن کی ہین چونکہ بنیاد و ابتداے حروف قافیہ کی اسی حرف سے ہے
کیونکہ حرف ماقبل اسکا داخل قافیہ مین نہین لہذا بنام تاسیس موسوم ہوا چوتہے
دخیل اوس حرف متحرک کو کہتے ہین کہ جو تاسیس اور روی کے درمیان مین واقع ہو وے
جیسا کہ شین مہملہ ورفا سفتہ فارسی اور با موحدہ شعراے اردو متذکرہ نظیر حرف
تاسیس مین جمہور شعراے نزدیک رعایت تکرار کی اسمین واجب نہین ہے وجہ تسمیہ
اسکی یہ ہے کہ دخیل کے معنی لغت مین بمعنی در آیندہ کے ہین چونکہ یہ حرف

(بین السطور: لفظ عاشق ۱۲ — غافل ۱۲ — لفظ مقابل ہو اور قابل کا ۱۲)

درمیان تاسیس و روی کی داخل ہوا ہے بدین جہت اس اسم سے موسوم کیا اور
بعضے کہ تکرار تاسیس کو قوافی مین مثل روی کے لازم جانتے ہین دخیل کو حائل
کہتے ہین اس سبب سے کہ حائل ہے دو حرف واجب الاتیان و التکرار کے درمیان مین
اب تشریح اون چار حرفون کی جو بعد روی کے آتے ہین کیجاتی ہے پہلے حرف وصل
اوسکو کہتے ہین کہ جسکو روی سے ملحق کرین اور روی بسبب اوسکی متحرک ہوجاے جیسا کہ میم
شعر فارسی اور یاے تحتانی شعر اردو مین لا احد من بہ بوسے تو ہوا خواہ نسیم سحرم
کو زبوے تو خبر دارد و من بیخبرم ٭ سیر چرخ کوکب تہا سلیقہ یہ ستمگاری مین ٭ کوئی مجنو
اس پہ نہ ہو زنگاری مین نواب آصف الدولہ اے پری نام خدا تیری سجاوٹ خاصی ہے
گفتگو سحر غضب خوب لگاوٹ خاصی ٭ اور حرف وصل کا عام ہو یعنے خواہ مشہور الترکیب ہو
جیسے میم دارم و نگارم کا خواہ غیر مشہور الترکیب جیسے ہاے ہوز لالہ اور پیالہ کا اور فارسی مین دس حرف
وصل کے بنظر اکثریت استعمال کی مستعمل ہین جنکو کسی شاعر نے اس قطعہ مین جمع کیا ہے رباعی دہ بود وصل
فارسی گوراش الف و دال و کاف و ہا و یا ٭ حرف جمع و اضافت و مصدرش حرف تصغیر
را بلست گرش ٭ عند المحققین انحصار ان حرفون پر نہین ہے کیونکہ عند التفحص بہت سے
پائی جاتی ہین چنانچہ مفصل تحریر ہوتے ہین الف جون توانا و بینا و نگارا و یارا باے موحدہ
جیسے دریاب و شتاب تاے فوقانی جیسے گفت و یافت جیم عربی جیسے و یا ج
جیم فارسی جون پیچ دال مہملہ جون کند و زند راے مہملہ جون انگشتر شین معجمہ
جیسے خورش و گردش غین معجمہ جیسے کلاغ و چراغ مزید علیہ کیا ہے حرف مغنی چہ درین
کاف تصغیر جون پسرک و دخترک کاف فارسی جیسے بندگی و شرمندگی میم جیسے گفتم
و سفتم نون جیسے رنجن و رہین واو تصغیر جیسے پسرو واو زائدہ جیسے آہو و بند

کہ خروج فارسی مین نہین ہے کیونکہ حرف وصل کا متحرک نہین ہوتا مولانا صہبائی فرماتے ہین
کہ مولانا یوسف عروضی نے حروف خروج کو بھی حرف وصل مین شمار کیا ہے جیسے ظہور
جمہور متاخرین حرف بعد از نائرہ کو نائرہ کہتے ہین تیسیری مزید اوس حرف کو کہتے ہین
جو خروج سے ملجاوے جیسا کہ تاے فوقانی دیدہ ہست وشنیدہ ہست کا اور الف گلستان
وبوستان کا اور شین معجمہ اس شعر مین شعر علی عینیہ عین العدو چشمان سیاہستش ؛ چہ
مژگان سنان آسا چہ مرد افگن نگاہستش ؛ سودا بلبل چمن مین کسکی یہ ہین
بد شرابیان ؛ تو آتی نہین ہین غنچون کی ساری گلابیان ؛ میر تقی ملتوار غرق خون مین
انکھین گلابیان ہین ؛ دیکھین تو تیری کب یہ بیحجابیان ہین ؛ یا تحتانی وصل الف خروج
نون مزید چوتھی نائرہ اوس حرف کو کہتے ہین کہ جو مزید سے ملحق ہو جاوے خواہ وہ ایک
حرف ہو یا زیادہ ایک سے جیسا کہ شین منقوطہ اس شعر مین لا حدول کہ بدستش تیر
بارزہ اسے جان کہ نیر وستش ؛ نائرہ بر نائرہ وہ ہے جو زیادہ ایک حرف سے ہو
استادی آنکہ کہ بچشم مہر وید ستمیش ؛ وز جملہ نیکوان گزیدستیش ؛ سین مہملہ وصل تا فوقانی
خروج یا تحتانی مزید میم نائرہ شین معجمہ نائرہ بر نائرہ حسینی یاد آتی ہین جو زلفون کی
تیری او بجھاوٹین ؛ بھول جاتا ہے دل صد چاک سب سلجھاوٹین ؛ واضح ہو کہ
نائرہ بر نائرہ یا جو کچھ بعد نائرہ کی آوے وہ حکم ردیف مین ہے اختلاف انکا
قافیہ مین جائز نہین نائرہ بسے رمندہ مشتق ہے نوار اور بھی نار بمعنی آتش سے وجہہ
التسمیہ یہ ہے کہ شعلہ مضطرب اور بھاگنے والا ہوتا ہے لہذا یہ حرف بھی حروف
قافیہ سے کنارہ پہ جا پڑا گویا سب سے رم کرتا ہے کما قال ابو سلم نثاری والشمس اشنے الففصی
کلام چہارم در اسما حرکات قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا ؛

از انجاکہ ارکان اس علم عالی اساس سے رکن اعظم اور وتد انجم ہے واقف ہونا حرکات قوافی سے
از بس خامہ بدائع نگار آمادہ نفاذ ایضاح ہے مخفی نرہے کہ حرکات قافیہ کے چھ ہین جیساکہ کسی شاعر نے
اسکو ایک شعر مین جمع کیا ہے شعر رس و اشباع و حذو و توجیہ است ❊ باز مجری و بعد ازین
نفاذ ❊ رس کے معنی لغت مین بتشدید سین مہملہ ابتدا کے ہین اور اصطلاح قوافی مین
حرکت ماقبل تاسیس کو کہتی ہین اور ہمیشہ فتحہ ہے اور حرکات کا ہونا ممتنع الامکان ہے جیساکہ حاء
حاصل و حافظ کا از انجاکہ حرکات قافیہ مین یہ حرکت ابتدائی ہے لہذا اہل اصطلاح نے
نام اسکا رس رکھا ❊ اشباع بالفتح کے معنی لغت مین دراز کردن کے ہین اور اصطلاح مین دراز
کرنا حرکت کا ہے اسطرح پر کہ ضمہ کی درازی سے واو اور فتحہ کی درازی سے الف اور کسرہ کی
درازی سے یائے تحتانی پیدا ہو اور عرف عروضیون مین حرکت مابعد تاسیس سے حرکت دخیل کو
کہتے ہین اور یہ اکثر کسرہ ہوتا ہے جیسے کسرہ شین کا عاشق مین اور ضم بھی آتا ہے ظہیر
فاریابی ❊ گذشت ماہ روزہ بخیر و مبارکی ❊ برکن قدح زبادہ گلرنگ ارزکی ❊ اماشتہ امیا
ہولوگی بار ان کی سراسر رہین ❊ کشتیان شیشہ و ساغر کے برابر رہین ❊ اور بالضم بھی آتا ہے
حاجی ❊ ای کشتہ ہرکس سوختہ بتغافل ❊ زلف تو گرفتست رہ رسم تطاول ❊ مبارک
بریلوی ❊ اتنا بھی تو تنک مسیحا کو تغافل ہی رہا ❊ مرگئے ہم مگر آنے مین تساہل ہی رہا ❊ اور اختلاف
اسکا جب روی ساکن ہو جائز نہین حذو بجای حطی مفتوحہ و ذال معجمہ مع الواو کے معنی لغت مین
یعنی برابر کردن دو چیز باہم کے ہین اور کلام عروضیون مین حرکت ماقبل ردف اور قید سے مراد ہے
جیساکہ فتحہ کار اور بار اور پست و ست اور بخت سخت کا نظیر حذو مردف غالب دیوانگی سے
دوش پہ زنار بھی نہین ❊ یعنی ہماری جیب مین یکتار بھی نہین ❊ ذکر میرا بہ بدی بھی اسے
منظور نہین ❊ غیر کی بات بگڑ جاے تو کچھ دور نہین ❊ اور نظیر حذو و تقیید کی یہ ہے غالب

رس

اشباع

ہم سے کہل جاو نوبت می پرستی ایکدن ۞ ورنہ ہم چھیڑین گی رکھکر عذر مستی ایکدن ۞
تشریح جسوقت کہ قافیہ شامل بحرف ردف موصولہ اور قید موصولہ کے ہو اختلاف حذو کا
جائز ہے کمال اسمعیل گر سوزم کہ یک نفس آہستہ شود ۞ از دود دلم ہلاک نفس بستہ شود ۞ ور دیدہ
ازان آب ہمیگردانم ۞ تا ہر چہ نقش ست آن شستہ شود ۞ مبارک سوز نمکینی جو پہلی بستہ و نیز کا
ہر زخم نمک سودہ ہی بستہ ہدیوان کا ۞ تشریح اختلاف ردف کا روی متحرک کے ساتھ جائز ہی
ساکن کے ساتھ جائز نہین ہے توجیہ بروزن تشبیہ لغت مین کسی چیز کی طرف موہنہ پہیرنیکو
کہتے ہین اور اصطلاح عروض مین حرکت ماقبل روی کو کہتے ہین جیسا کہ حرکت سین اور
دال کی سر اور ور مین غالب یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکہتے ہین ۞ کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو
دیکہتے ہین ۞ چونکہ یہ حرکت روی ساکن کو موہنہ کو طرف ماقبل کے پہیر دیتی ہے اور تلفظ مین
تابع اپنے ماقبل کے رہتی ہے لہذا توجیہ اسکا نام رکہا اور اختلاف اسکا ہرگز جائز نہین ہے
مگر جسوقت کہ روی متحرک ہو بسبب حرف وصل کے جیسا کہ انوری نے اس قصیدہ مین
جسکا مطلع یہ ہے انوری ای مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری ۞ وز نفاق تیر و قصد
ماہ و سیر مشتری ۞ مین سامری اور عنصری کو قافیہ کیا ہے مبارک وہ چشم جادو بہری ہے
کافر کہ ہوش اوڑ جاے سامری کا ۞ فصاحت ایسی ہے گفتگو مین کہ جس سے دم بند عنصری کا ۞
مجری بفتح میم و الف مقصورہ لغت مین بمعنی جای روان شدن کے ہین اور اصطلاح قوافی مین
حرکت حرف روی کو کہتے جب کہ وصل سے ملجاوے جیسے کہ حرکت نون کی زبانی و جوانی اور
حرکت تای قرشت کی می پرستی و مستی مین حرکت واو کی کساوت والکاوت مین اور یای حطی کی
شدلیشفی کہ ابیش با بحالت اضافت و صفت جیسے بیان من و جان ناتوان وجہ تسمیہ
اسکی یہ ہے کہ یہ حرکت منشا ابجرا کی ہے اسسے کہ تا دیر تک آواز او سیر نہین گذرتی ہے

نفاذ

حرف وصل تک نہین پہونچتی ہے پس اسکا تشبیہاً مجزا نام رکھا اور اختلاف اسکا ہرگز
جائز نہین ہے جیسے اس شعر مین واقع ہوا حافظ شیرازی صلاح کار کجا و من خراب کجا ٭ ببین
تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا ٭ کما قال الجامی نفاذ بفتح نون و ذال معجمہ در آخر اصطلاح مین
اوس حرکت وصل کو کہتی ہین جو خروج سے ملی ہو جیسا کہ حرکت یاے تحتانی کی اس شعر مین لاحد
تا چند سنگ لاخ غم انگیزیم ٭ ور سنگ ستم شیشۂ دل شکنیم ٭ اور ارد و مین جائز ہے حسینی
کہل گئین سب حقیقتین کرتے ہو کیا بناوٹین ٭ اندنون ای سبب ہین آپ کی یہ رکاوٹین سر فرہ
یاے سندی حرف وصل ہے علی خروج نون مزید ١٢
غیرون کی ساتھ کھو ہو آپ ہمکنار یان ہین ٭ یون فرد پہلو و دل اور بیقرار یان ہین ٭ فارسی مین
لازم نہین کہ حرف وصل کا متحرک ہو جسقدر ساکن ہو بہتر ہے شعر ما عاشق روے نیکوانیم ٭ دیوانہ
شکل ہر چہ انیم ٭ حرکت خروج اور مزید اثائرہ کو بہی نفاذ کہتے ہین جیسا کہ میم اور شین
معجمہ کی حرکت گفتمش و سپردستمش اور بہی اس شعر مین شعر تا کے بخون دیدہ و دل
پرورلیشان ٭ ازرہ برون روند و برہ آورلیشان ٭ اردو مین یہ حرکت مستعمل نہین اور
نہ سنی گئی کہ لکہی جاتی مگر جسطرح پر کہ حرکت کاف فارسی کی لاو یگا مین شمس قیس نے
لکہا ہے کہ نفاذ بذال معجمہ بمعنے گذشتن تیر از نشانہ و روان شدن کار و فرمان کو ہین یا بدال
مہملہ بمعنے تمام شدن و فنا شدن چونکہ اس حرکت کو تمامیت اور فنا مین دخل ہے اور بعد اوسکے
کوئی حرکت نہین لہذا اس نام سے موسوم ہوا اور شرح خزرجیہ مین غلام نقشبندی لکہا ہے وجہ التسمیۃ بالنفاذ
بالمعجمۃ ان تلک الحرکۃ تسبب نفاذ حکم الخروج والنفاذ بالمہملۃ من نفد کسمع نفاداً و نفد افنی و ذہب فہذہ الحرکۃ
نفاد الوصل بالخروج تشریح کتاب المعجم مین شمس قیس نے در باب روی مطلق با حرف زائد کے اس مصرع مین لکہا ہے
مصرع ذہاب و ولت سستبہر افراختۂ حرف تاے فوقانی روی ہائے ہوز دخیل خاے معجمہ ردف زائد الف ردف
اصلی حرکت ماقبل الف حذو حرکت تاے فوقانی مجری حرکت خاے معجمہ اگرچہ تقطیع مین بحرف متحرک

معنی نفاذ و وجہ تسمیہ آن

مطلع مشہد

محسوب ہو مگر یہ حرکت قابل اعتبار نہین ہے اور اسکا کچھ نام ہے جاننا چاہیے
کہ سوای حرکت ما قبل ستہ کے کہ اختلاف اوسکا ممتنع الوقوع ہے اختلاف اور حرکات کا ایک
شعر مین معیوب ہے مگر جس وقت کہ حرف وصل کاف سے ملحق ہو کر ردی متحرک ہو جاوے
جیسا کہ اس شعر مین سعدی کی چو خواہد کہ ویران کند عالمی ٭ نہد ملک در پنجۂ ظالمی مجھور
مجھہ کو قسم اپنی کافری کی ٭ سوگند تجھے ستمگری کی ٭ اور ایسا مثنوی و قصاید مین اکثر ہو تا ہے
اور غزل مین کم اور یہ بھی بسبب عدم میسر ہونے لفظ موافق کے توجیہ مین
مانند آبلہ و سلسلہ کہ قافیہ اوسکا زلزلہ ہو اور السیہ ولم اور کلم کا قافیہ تسلیم کی ساتھہ کرنا درست ہے

## کلام پنجم در القاب قوافی و معانی و وجوہ التسمیہ آنہا ٭

اس قدر آگہ غواص علم قوافی اور سبب انکشاف دقائق اس فن کا فی کے واسطے غواصان
بحور علم و آگہی آور اصلاح مسلک انش پژدی بحر مذکور مین متواتر غوطہ زنی اور شناوری
کرکے ذرہ غرر مطالب کو اس طرح منضبط الصیال مین لائے ہین علی الخصوص مولانا عبدالرحمن
جامی اور علامۂ محمد ابن قیس صاحب کتاب المعجم بانتخاب بعض الفاظ فرماتے ہین کہ
اوس قافیہ کو جسکی تقطیع آخر مین دو ساکن پے درپے آوین جیسے دار خار و زر دگر دو
تیر شیر متراودف کہتے ہین غالب نالۂ جز حسن طلب ای ستم ایجاد نہین ٭ ہے تقاضاے
جفا شکوۂ بیداد نہین ٭ متراودف کے معنی لغت مین ساتھ پاس ہو نا اور پیچھے درآمدن کے ہین
اور متراودف کے معنی ردیف یعنی کسی کے پیچھے سوار ہونے والا اور بمعنی پے در پے کے ہین لیس وجہ تسمیہ
اسکی ظاہر ہے متواتر اوس قافیہ کو کہتے ہین کہ جسکے آخر مین ایک حرف ساکن ہو
اور ما قبل اوس ساکن کی ایک حرف متحرک اور قبل اوسکے بھی ساکن ہو یعنی مابین
دو ساکن کی ایک متحرک واقع ہو جیسا کہ داری یاری گوہر خنجر دمری وسردی وگرمی

قافیہ متراودف

قافیہ متواتر

بر دلیشان خورشیدان اور حسب قول بعض کہ جو معنی عدم اشتراط حرف وصل بیہ ہے

او مثیں لقاب ہین من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الے الوافی لشرح الکافی

## کلام ششم در عیوب قوافی و معانی وجہ تسمیہ آنہا

واضح ہو کہ عیوب قافیہ کے متعدد ہین پہلے اقوا کمسر اول و تخفیف ہمزہ اختلاف حذو اور توجیہ یعنے حرکت ماقبل روی اور حرکت قید کو کہتے ہین جیسے دور بالضم کو دور بالفتح یا حُبت اور گل اور کہلنا بالضم کو حَبت بالفتح و گل اور کہلنا بالکسر کو ایک شعر مین جمع کرین سودا کمد یا مجنون کو شیر بیشتر کمد یا مستقی سے جا مسجد ساقی چمن مین جہوکی مجہکو کدہر چلا ❊ پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بہر چلا ❊ عالم تو مر رہا ہے ہر اک آن پہ تیری ❊ تیغ و سپر تو لے یہ کہن ❊ پہر چلا سودا ترے کوچہ سے جو ہین آپ کو چلتے دیکہا ❊ جی کسی تن سے نہ اسطرح نکلتے دیکہا ❊ تیغ تیری کا سد لشکر اداکرے لبون کو زخم کی دن رات مین ملی یکیا ❊ اور اختلاف اشباع کا بہی اسکو اقوا ہی محمد ابن قیس نے لکہا ہی کہ یہ شعر اقوا شعر سرو زیر و معنی و شاعر کہ ادطوی بود ❊ چون نظام الملک و غزالی و فردوسی بود ❊ اقوا کی معنی لغت مین تمام شدن زاد سفر کے ہین چونکہ یہ عیب بسبب اسکی ہوجاتا ہے کہ زاد و توشہ شاعر کا کہ قافیہ صحیح ہے تمام ہوگیا لہذا اس عیب کو باین اسم مسمی کیا اکفا کمسر اول و تخفیف ہمزہ مختلف ہونا حرف روی و قید کا ہے اور حرف بہ جو قریب المخرج ہو جیسے اغما و احتیاط صباح و سیاہ بحر و شہر اور اسی قسم سے ہے جمع کرنا حرف عربی اور عجمی یا ہندی کا ایک شعر مین جیسے سک کو شک کے ساتہہ اور سخاوت کو سجاوٹ کی ساتہہ قافیہ کرین اور یہ نہایت ناپسندیدہ ہے سعدی گمان بردم دادہ و لشکر لطف و سپہ ❊ طبیعت اخلاق نیکو کسب ❊ شعر خیال روی اتن اک آن

بیا کہ شب کردم ؛ ز گرمی آن قدر ہا کرم چو خشیدم کہ تب کردم ؛ نظامی چو بر دریا زند
تیغ ہلالک ؛ بماہی گاو گوید کیف حالک ؛ اس شعر میں دو عیب ہیں ایک اقوا دوسرے
اکفا کیونکہ لام ہلالک کا کہ را مہملہ سے بدلا گیا ہے مفتوح بخلاف لام حالک کی کہ مضموم ہے
اور یہ اقوا میں داخل ہے کاف ہلالک کا فارسی اور حالک کا عربی یہ اکفا ہے سودا
ساق سیمین کو ترے دیکھ کے گوری گوری ؛ شمع مجلس میں بلا ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی
دل کو زلف تصویر جانا نسے ربط ہے ؛ تصویر یار آئینہ دل پہ ثبت ہے ؛ اندھا ہے انسو کا مری آنکھ سے
وہ بحر ؛ ہیں جسکے آگے سات سمندر بھی ایک لہر ؛ مگر بحالت قرب مخرج بعض اساتذہ نے اس اختلاف کو
جائز کہا ہے مگر میرے نزدیک غیر جائز محقق طوسی کے نزدیک اختلاف حرف روی کا بلا اعتبار
قرب مخرج کے اکفا ہے اکفا کے معنی لغت میں کم کرنا برتن کا تاکہ جو کچھ اوسمیں ہو گر جاوے اور خم کرنا
کمان کا اور اختلاف حرف روی کا ایک شعر میں کذا فی الصراح والمنتخب والشمس سناد بکسر سین مہملہ
و فتح نون و در آخر دال مہملہ اختلاف ردف کا ہے جیسے زمان و زمین کو ایک قافیہ میں جمع کریں شعرائے
عجم و ریختہ کے نزدیک جائز نہیں اور عیب فحش ہے برخلاف شعرائے عرب کے کہ اختلاف ردف کا واو و یا کو جائز
جانتے ہیں جیسے ثمود و عمید اور یہ اشعار عرب میں بہت آیا ہے سناد کے معنی لغت میں
مخالف کے ہیں چونکہ اس قافیہ میں ایک قافیہ مخالف قافیہ ثانی کا ہوتا ہے لہذا اس نام سے
موسوم کیا ایطا کے معنی لغت میں بکسر اول و سکون تحتانی و فتح طا مکرر لانا قافیہ کا ہے ایک شعر میں
اور پائمال کرنا کسیکو کذا فی الصراح والشمس اور اصطلاح قوافی میں اعادہ کرنا اور مکرر لانا
قافیہ کا ہے لفظاً و معناً پس قافیہ کا مکرر لانا گویا اوسکا پائمال کرنا ہے اور یہ دو طرح پر ہے
ایطاء جلی و ایطاء خفی ایطاء جلی وہ ہے کہ تکرار جسکی ظاہر ہو جیسے نیکو تند بیا تر
اور ستمگر اور فسون گر کو ایک شعر میں جمع کریں اور اسیطرح سے نون مصدر کا

اکفا

سناد

ایطا

جیسے گفت و شنیدن ؛ اور الف و نون جمع کا جیسے یاران و دوستان اور
ہاے ہوز جیسے لالہ ہا و غنچہ ہا اور الف و نون صفت کا جیسے خندان
و گریان اور یاے تنکیر جیسے مردے و زنے اور دال مضارع کا
جیسے دہد و بود اور نون تخصیص جیسے سیمین و زرین اور حرف سند
جیسے دردمند سعادتمند اور بعض الفاظ عربیہ مین جیسے مومنات و مسلمات دولت
و است اور ہندی مین نون و الف مصدری جیسے کہنا سننا اور واو و نون
جمع کا جیسے یارون و دوستون اور علامت مضارع ہندی جیسے دیوے و ہووے
اور چلو رہو اور سوتا ہے روتا ہے اور علامت فاعل کی جیسے جانے والا ہونے والا
اور بکری مرغی ہاتی گھوڑی قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب حرف زوائد یا علامت کسی کلمہ کے
آخر سے دور کر دیا جاوے تو قافیہ درست نہ ہے مثلاً گفت و شنید و یار و دوست
و درد و سعادت کہ اسکا قافیہ درست نہین ہے میر شیر علی افسوس نے رکھے سپارۂ گل
کہول آگے عندلیبون کے ؛ چمن مین پہول گویا آج ہین تیرے شہیدون کے ؛ عیب
اگرچہ کلام اساتذۂ متقدمین مین واقع ہوا مگر احتراز لازم ہے محمد کمال اسمعیل اصفہانی استاد
وقت کی ان شعرون مین کسطرح یہ عیب ایطا کا واقع ہوا ہے کمال اسمعیل سقف از
شعلۂ رایت شعاع آفتاب مستعار از نفحۂ خلقت نسیم خوش دمش ؛ ای عجب شمشیر
ارچہ سبز رنگ شد ؛ چون ہمہ سالہ ز خون لعل ہمی باید خورش ؛ باز حیرت چون نعد بینید
دشمنان را مرغ دل ؛ ہمچو مرغ نیم بسمل جانی افتد در تپش ؛ گرد رو دل خویش بطاول ہا
زیجب خصم لیک ؛ گوہ کتش تحت آمد از گزرگانش سرزنش ؛ سایۂ حق ہست یا رب سایہ اش
پاینده دار ؛ زانکہ فرض ست از میان جان دعای دولتش ؛ تشریح جو کہ آخر ابیات مین

صریحاً مکرر واقع ہووے خواہ ایک حرف ہو خواہ زیادہ قبیل ایطاے جلی سے ہی اگر بطریق
تجنیس واقع ہو حسن کلام سے ہی جیسے لفظ بہول کا اس قطعہ مین شاہزادہ مرزا
سلیمان شکوہ خلف الصدق شاہ عالم بہادر اشعار کیا یان سیکڑون بات مین آ
وینے لگے ؛ دیکہیو جہڑتے ہین کیا منہ سے مرے یار کے بہول ؛ کسطرح اون مین ملاین
کرون کیونکہ تعظیم ؛ دست و پا اپنے سے گئے دیکہتی ہی یار کے بہول ؛ رنگین ہوا انگلتری
جراح زخم سینہ کے سے ؛ بس اتنے تو ہاتہ اوٹہا ظالم اسکے سینہ سے ؛ عسرت و رنگین اور
سسک سینہ کے چلے ؛ ہر اک چہلا دل عاشق کو چہل آیا پا؛ اشک برسانی مین شرط آنکہون نے باہم بدلی ؛
صاف رونی مین نخ دیدہ و ہریم بدلی ؛ امانت آبداری سے جو ملو نظر آیا وہ گلا شیشے کی
برف کیا جسم صراحی کا گلا ؛ امانت ایڑی دیکہون مین عجائب ہین درخشان پہونچے ؛
اوسکے پہونچی کو نہ روئے مہ تابان پہونچے ؛ نہین چاہیے کہ بنیاد عبارت قافیہ کی اوسپر رکہین جب تک
اوپر ذکر ہوچکا اور اگر ضرورت ہو تو قصیدہ مین زیادہ دو تین بار سے نہین چاہیے مگر
بعد چودہ شعرون کے لانا جائز ہے اور ایسے قافیہ کو قافیہ شایگان کہتے ہین شایگان کے
معنی لغت مین بیگار کے ہین کہ کوئی کام بمزدوری بحکم حاکم کرے از انجا کہ کام بیگار کا
ناقص اور خراب ہوتا ہے اسیطرح پر اس قسم کا قافیہ بہی بسبب بے اہتمامی و نقص و خرابی کے
بیگار سے مشابہ ہے لہذا نام اسکا شایگان کہا ؛ محمد ابن قیس کا قول ہے کہ جس قافیہ مین
روی اصلی نہو وہ شایگان ہے جیسے سارفا اور تخت زا اندا و سوفت شایگان ہے کہ جب
قوافی مقید مین واقع ہو نہ توافی مطلق مین شعر سن خاک شیان بادم کو
زلف اوجہیا بند ؛ درپشیم از آب کا ندام ترا ماند ؛ الغرض ہما شدور وصال تو تکلم باہم دل
برساند ؛ شد در فراق تو عمرم زخود شیشن برباند ؛ ہمیشہ تاکہ تباشیر چہرہ تو گرید ابر ؛ وہان

قافیہ شایگان

غنچہ گل را صبا بخنداند ❊ محقق طوسی نی لکھا ہے کہ جب قافیہ مرکب ہے ایک جزو مکرر ہو اور
سب مواضع مین تکرار بیک معنی آوی اوسکو شایگان کہین گے جیسے الف و نون جمع
اور فاعلیت کا اور یائے تنکیر اور مصدری وغیرہ ایطای خفی وہ ہے کہ جسکی تکرار ظاہر
نہو جیسے دانا و بینا اور آب و گلاب اور یہ جائز ہے شعر ای گل رخسار تو بردہ ز روی گل آب
صحبت گلزار ہا کردہ بویت گلاب ❊ امانت وہ گل ہی نہین تیز وہ رخسار ہین تیغ ایک سخ کیسا بجلی
اوسی طرح سارے ہین ❊ مسکین جعفرآبادی مظہر حق ہے وہ ہر آئینہ ❊ جلوہ گر اوسی سے ہے ہر آئینہ ❊ متقدمین نے
غزل و قطعہ مین بعد سات شعرون کے اور قصیدہ مین جو دہ شعرون کے بعد اور متاخرین نے بیس تیس شعرون کے بعد جائز و عیب
نکہا ہے تتمہ بیان ایطا کا کلام ختم مین بحسب تقاضائے اوس مقام کے کچھ ہمت تحریر یا دیگر اختلاف
حرف قید کا بھی عیوب سے ہے جس طرح اس شعر مین صاحب گلشن راز ہمہ دانند کین کم
در ہمہ عمر نکردہ ہیچ قصد گفتن شعر ❊ واضح ہو کہ اس شعر مین دو عیب واقع ہوئے ہین
ایک اختلاف حرف قید دوسرا اختلاف حرکت ماقبل قید سو دایون سنا ہے کہ خسرو
یک عصر ❊ ایک درویش کی گیا تہا گہر ❊ مگر کلام قدما مین کچھ گفتگو نہین کیونکہ قباحت
ان چیزونکی بعد مرور ایک زمانہ کی باتفاق عقلا و فصحا ذہن نشین طالب فن ہوا کرتی ہے
ہان اگر درمیان دو حرف قریب المخرج کے اختلاف واقع ہو تو بقول بعض اساتذہ جائز ہے
مگر مستحسن نہین جیسے عدل فضل بحر سعدی کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل ❊
اگر من ثنا تم تو مائی بفضل ❊ ومنہ چہ مصر و چہ شام و چہ بر و چہ بحر ❊ ہمہ روستا اند
شیراز شہر ❊ ابو اطعمہ شیرازی یک کاسہ ہریسہ در صباحے ❊ بہتر ز ہزار پادشاہے ❊
فردوسی بنام خداوند تنزیل و وحی ❊ خداوند امر و خداوند نہی ❊ صہبائے علیہ الرحمہ
کا قول ہے کہ عمر و شعر کا قافیہ شعر صاحب گلشن راز مین نہایت مکروہ و ناجائز سا ہے

بیان ایطای خفی

بیان اختلاف حرف قید

مگر شمس فخری نے اسکے جواز و نا جائز ہونے مین دو شعر منوچہر کی لکہی ہین منوچہری نوروز
در آمد ای منوچہری ببالا ابو سیمچ بابل قمری ؛ مرغان زفان گرفته رانگیسد بتاشاد
زبان رومی و عبری ؛ اور مولانا شمس قیس بضرورت شعری قائل اسکے ہوی ہین نقل
کسی شخص نے ایک شعر میر فطرت کے روبرو پڑہی کہ جسمین ایک لفظ غلط و بدنما موزون ہوا تہا
فطرت نے وجہ اسکی پوچہی جواب دیا بضرورت شعر فطرت نے فرمایا شعر گفتن چہ ضرور
اصراف بصاد مہملہ مختلف ہونا فتحہ روی کا ساتہہ ضمہ یا کسرہ کے ہے اور مولانا رفیع الدین کے
نزدیک اختلاف فتحہ کا بسکون بہی اصراف مین داخل ہے اور نور الدین احمد مطلق اختلاف
حرکت روی کو اصراف کہتے ہین اجازہ بزاء معجمہ و جیم مہملہ باختلاف قول بہی عیوب قوافی
سے ہی اور اصطلاح مین تبدیل ہو جانا روی کا ساتہہ حرف بعید المخرج کے ہے جسطرح بدلنا
حاء مہملہ کو باء موحدہ کی ساتہہ لاوین بخلاف محقق طوسی کے کہ اختلاف قرب مخرج کو اجازہ
کہتے ہین جیسے ایک مصرع مین بجاے حرف روی طاء مہملہ و مصرع ثانی مین دال مہملہ کے
لاوین اور یہ اردو اور فارسی مین جائز نہین مگر بوقت بدل جانے کے جیسا کہ ملا ظہوری
دیباچہ خوان خلیل مین ظہوری فرزند استقامتش خراد ؛ رندہ کردست کج روی زنہاد
نہاد کو بلفظ خراد کہ اصل مین بطاء مہملہ تہا قافیہ کیا ہے ظاہر اطاء خراط کو فارسیون نے
متصرفات خود ذاء قرشت سے بدل کر پہر بسبب قرب مخرج کے اوسکو دال سے بدلا
مگر عربی مین جائز ہے غلو داخل عیوب قافیہ ہے کہ وہ اختلاف حرکت اور سکون
روی کا ہے دو مصرع مین حافظ صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بہ کجا ؛ انشا ہمارے حال پہ حق تمکو مہربان کرے ؛ نہ ہو وے
یون تو غضب ہے ہمان خدا نکرے ؛ غالب نہ پوچہہ مجہہ سے کہ ہر گہتا ہے اضطراب جگر

اصراف

اکفاء

نہین ہے مجکو خبر دل سے لیکے تا جگر :: نون مصرع ثانی لفظ نکر کا بعد لفظ خدا کے کہ مقابل
نون روی کلمہ مہربان کی بضرورت شعری متحرک (روی متحرک ۱۲) واقع ہوا ہے کہ وہ ساکن نہین ہو سکتا
لا حد وقاتم الاعماق حاوی المخترق :: مشتبہ الاعلام لماع الخفقن :: حرف قاف کو
کہ روی ساکن تھا متحرک کرکے تنوین زیادہ کی اور یہ موجب اختلال وزن کا ہے اس حرف کو
غلو اور حرف قافیہ کو غالی کہتے ہین تعدی اختلاف حرکت اور سکون حرف وصل کا ہے (یعنے متحرک کہ ہونا حرف ساکن وصل کا ۱۲)
لاحد لما رایت الدہر ما حطلوہا :: ہاے ہوز وصل کی ساکن ہے کہ بحسب عادت
بعض عرب کی متحرک کرکے واوکو پیدا کیا اس واو کو حرف تعدی اور قافیہ کو متعدی
کہتے ہین تکملہ تعدی اور غلو کلام فارسی وارد و مین اقل الواقع بلکہ غیر واقع ہے بخلاف
عرب کے کہ اونکے یہان مستعمل ہے یہ عیب شعراے عرب و فرس کے نزدیک اگر مخل وزن نہو
تو چندان داخل عیب نہین ہے کما قال الکاکی تضمین عیوب قافیہ سے ہی اور یہ دو طرح پر ہے
ایک یہ کہ لفظ مفرد کی دو جزو کرین ایک جزو کو قافیہ قرار دیوین اور جزو ثانی اوس لفظ
ابتداے مصرع یا بیت ثانی مین لا کر مصرع کو تمام کرین جیسے اس رباعی مین جامی
امی شادی عید چون بکام دل اع :: دایم شدہ محبوس درین غمکدہ مع :: فو درم
اہل دل کز آزادی مح :: بوس ست بر سم عیدہم از تو طمع :: مصرع اول کا آخر اور دوم کا اول (ہے اعدایم ۱۲) (ہے معذورم ۱۲)
جزو ہے اعدایم اور مصرع دوم و سوم سے معذورم اور مصرع سوم و چہارم سے محبوس (ہے محبوس ۱۲)
بر آمد ہوتا ہے فافہم دوسرے یہ کہ لفظ مخل نہو بلکہ معنی اور اجزاے بیت کی اول بیت ثانی سے
متعلق ہو جیسے اس رباعی مین امیر خسرو دہلوی حسن کسی ترا نماند الا :: خورشید کہ صبح بر زنی
آمد تا :: حد دست کند و پای تو بوسد الا :: پاے تو لبوی او کہ تا بوسد یا :: غالب کہتا ہے
رو سے نجاے دل سے غم یار اگر :: تو مجھکو دکھاے اپنا رخسار مگر :: دیکھے نہ رقیب تجھکو

تکملۂ تعدی

تکملۂ تضمین

زنہار دگرش دیکھے ہی مگر اوسکی طرف بارنظرش اگرچہ یہ عیب قافیہ مین اوسوقت
داخل ہے کہ جب ضرورت مین واقع ہو مگر باتفاق شعرائے عرب کے عیب قافیہ نہین ہے
گو کہ کلام عرب مین کثیر الاستعمال ہے اور فارسی اور اردو گو اسکو عیب عظیم جانتے ہین
اور اس ہرزہ جائی پر قلم کو تکلیف نہین دیتے مگر ہزلاً چنانچہ شمس قیس لکہا ہے کہ اشعار
فارسی مین ایسے تصرفات جائز نہین ہین مگر اوس نظم مین جو بسبیل ظرافت و ہزل کی ہو
اگرچہ بعض متاخرین اوسکو صنعت سے کہتے ہین تضمین مشتق ہے ضمان سے اور ضمان
اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنی ذمہ داری کو امور دین مین ساتھہ شخص مدیون کے
مستغرق و متکفل کردیوے چونکہ اسمین بہی جزو ایک مصرع کا جزو ثانی مین متضمن ہے
لہذا اس نام سے موسوم کیا تشریح یہ تضمین علاوہ تضمین صنعت متعارفہ شاعری سے ہے
اقعاد عیوب قافیہ مین مراد ہے اختلاف عروض غیر معتاد سے عروض ہر بحر مین جیسے
استعمال عروض محذوفہ یعنے فعولن کا بحر طویل مین اور عروض مقطوعہ یعنے
فعلاتن کا بحر کامل مین کہ حسب مذہب سکاکی صاحب مفتاح کے معتاد نہین ہین اور
حسب مذہب صاحب قصیدہ خزرجیہ کو اختلاف مطلق معتاد و غیر معتاد کو کہتے ہین
بحر رمل مین پس نظیر معتاد کی یہ ہے کہ شاعر عروض سالم یعنے متفاعلن سے طرف
عروض حذا یعنے فعلن کے انتقال کرے تحرید بجائے مہملہ تغیر و اختلاف ہر بحر کو
کہتے ہین جیسے شاعر کا بحر طویل سے طرف بحر ثانی کے کہ جو غیر جائز ہو خروج کرنا
تحریف روی بسبب قافیہ مین داخل ہے یعنے وہ ہے کہ صیغہ مستعمل
حرف روی کو ایسے صیغہ کے ساتھہ تبدیل کرین جو شایستگی قافیہ کی پیدا کرے جیسے یا جواب
خواب کو واو کے ساتھہ بدل کرکے اوسکے ساتھہ قافیہ کرین انوری کر خری دیوانہ ہیکت

دمم گاو ٭ بر سرش چندان بزن کاید بجا او ٭ عماد الدین اسفرنگی بر و زین سعر نہتا ہے
پر از زریو ٭ سر بار ا کمن ای شیخ کالیو ٭ غلط کردم درین صورت کہ گفتم ٭ ز نخندان نگار خوشی را
سیو ٭ لفظ سیو کو کہ اصل مین سیب بباے موحدہ تہا بسبب کالیو و ریو کی واو کی ساتھ
بدل کر سیو کر دیا اور ظاہر کر دیا کہ مین نے غلطی کی اس صورت مین کہ زنخدان یار کو
سیو کہا اور یہ مصرع ذو معنی ہے مشترک با ظہار اختلاف حرف روی و تشبیہ الا استعمال
ان اشعار مین تصرفات اہل لسان کے ہوے ہے پس یہ سخن ما نحن فیہ سے ہے کہ محض بہ عنایت
قافیہ کے کیا گیا تغیر اختلاف قافیہ کا ایک جگہہ زیادت ایک حرف کے ایک شعر مین
اور ساتھ کمی کے شعر ثانی مین جیسے کار کو سر کے ساتھ مقفے کرین یا مانند اوس
قصیدہ کی کہ قافیہ جسکا جم اور نم ہوا اور کچھہ شعر اوسمین لکھین کہ قافیہ جسکا جام و
نام کرین اور اگر ایسا کر دوین تو عیب مین داخل نہین جیسا کہ شیخ آذری اس قصیدہ مین
کہ مطلع اوسکا یہ ہے مطلع نماز شام کہ از گردش قضا و قدر ٭ ز بام چرخ بیفتاد جنبر خاور ٭
بعد چند ابیات کے اشارہ تغیر قافیہ کا کرتا ہے شعر بنا ے قافیہ را یک الف زیادہ کنم ٭
بشرط آنکہ نگیرند خردہ اہل ہنر ٭ مطلع سوال کردم از ان نور دیدہ ابرار ٭ کہ ای بذات تو
آمدہ کائنات قرار ٭ تشریح اگر شاعر اپنے عیب کو ظاہر کر دیا کرے تو وہ عیب
نہین رہتا محمل بصنعت شعری ہوکر وصل بحسن کلام ہوجاتا ہے جیسے باعین اسفرنگی نے
اور شیخ آذری نے قصیدہ مین ظاہر کر دیا بدر الدین جاجی ای شاعر اندانی اکفا نوع
اقوا ٭ بر عشر مصادر ندامتم تو بذری ٭ ہذی مین زاے معجمہ عربی کی تبدیل ذال معجمہ کے
ساتھ اکفا ہے کیونکہ حرف روی اس قصیدہ کا زاے معجمہ ہے جیسے بازی و تازی و سرفرازی
تشریح اختلاف روی کا ظہور و خفا مین داخل عیب ہے مثلا ایک جگہہ ظاہر التلفظ ہو

اور دوسری جگہہ محقق ہو جیسے اس شعر مین سنائی نیک نادان ز اصل نکوئی ؛ بد دانا ز نیک نادان بہ ؛ **تشریح** اختلاف رویکا تقید اور اطلاق مین داخل عیوب قوافی ہے کہ ایک جگہہ حرف روی کا مقید ہو اور دوسری جگہہ مطلق جیسے اس شعر مین فیاضی ایرانی دل ہموج و دیدہ بارگی بود ؛ ہر مو بہ تنم نظارگی ؛ کیونکہ رای جملہ بارگی مخفف بارگیر کی ساکن ہے برخلاف رای نظارگی کے کہ متحرک ہی علی ہذا یاد و شاہ

## کلام ہشتم در انواع قوافی و متعلق آنہا

یکہ تازان عرصۂ فصاحت و نیزہ افرازان میادین بلاغت شہ سواران معرکہ والانظرے مبارزان مصاف ہنروری اسطرح پر شبدیز خامہ کو تحریر بیان انواع قوافی مین جولان دیتے ہین کہ قافیہ دو طرح پر ہے معمول اور غیر معمول غیر معمول وہ ہے کہ بدون اسکے کہ کچھہ اوسمین تصرفات کرین شایستہ اس امر کا ہو کہ محل قافیہ مین واقع ہو جیسے قصیدہ کمال اسمعیل کے اس مطلع مین مطلع زبانت بخت مرا روزگار دست ؛ زانم نمیرسد بسر زلف یار دست ؛ رند لکھنوی ہین ہم چلن یار کو دنیا سے نرالے ؛ لو دکھیتی ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے ؛ آتش سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا ؛ شب وصال مین گستاخیونکا تھا کھٹکا ؛ معمول وہ ہے کہ بواسطہ تصرف شایستہ محل قافیہ کے ہوا اور یہ دو طرح پر ہے ترکیبی اور تحلیلی ترکیبی وہ ہے کہ ترکیب دو لفظ سے حاصل ہو یا جزو دو لفظون سے حافظ شیرازی چراغ روی ترا شمع چرخ پروانہ ؛ مرا ز حال تو از حال خویش پروا نہ ؛ لفظ پروانہ مصرع اول لفظ واحد مستقل بخلاف مصرع ثانی کہ لفظ پروا سے مرکب ہو امانت آتش رشک سے حالت مری کیا کیا ہوئی ؛ ولی اوقات بسر صورت پروانہ ہوئی ؛

بیان قافیہ معمول و غیر معمول
بیان غیر معمول
بیان معمول
بیان ترکیبی

سوز نہان کی کسی کو خبر اصلا نہوئی ؛ شمع کی طرح جلا مین تجھی پروانہ ہوئی ؛ آباد رنج ہو گیا تی
ہے فرقت مین کلا لی مجھکو ؛ آج کل کیا نہین شدت سی کل آلی مجھکو ؛ انانت پاؤن آخر کو مرا او
تری پشیانی ہے ؛ جو مین کہتا ہون وہ اکدن تجھے پیش آنی ہے ؛ اور اس قافیہ کو تجنیس مرکب بھی کہتے ہیں
تحلیلی یہ ہے کہ ایک لفظ کو دو حصہ کرین ایک حصہ قافیہ میں اور ایک حصہ ردیف میں شمار کرے مثلاً لفظ است کو جو ساتھ
ترکیب کے ساتھہ لفظ پیدا اور شل وسکے لاوین تاکہ ایسی صلاحیت پیدا کرے کہ ساتھہ خاست اور رست کے
ایک قافیہ مین جمع کرین جیسے اس شعر مین شعر و آئینہ رو ی تو گر بہم راست ؛ انوار تجلی الہی پیدا است
اور اسیطرح پر کمال اسمعیل اصفہانی نے لفظ کارد کو اپنے قصیدہ مین کہ مطلع جسکا یہ ہے مطلع بر سبیل قافیت
بجنت مرا روز گار روست ؛ زانم لبیر سد لب زلف یار دست ؛ قافیہ اسوجہ سے کیا کہ
حرف دال کو جانب ردیف سے اعتبار کیا جیسا کہ کہتا ہے کمال اسمعیل جسم شیر دل
قربان ہمیکند ؛ زانروی سعد ذابح آہیخت کاردست ؛ قتیل بت من کرد اسرخ از حنا
وست ؛ دل بیچارہ ام از خون قادست ؛ سر و گرپا سے بگذاریم بر خاک ؛ اگر وصلش میسر
روزی بما دست ؛ اس غزل مین حنا صفا ضیا کا قافیہ ہے اور وست ردیف
بضرورت لفظ قا کلمہ قادست ہے مقابل لفظ حنا کی رند ہین تو چلین یار کے دنیا سے
نرالے ؛ لو دیکھتے ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے ؛ اس غزل مین کلمہ لے کو
ردیف قرار دیکر نرالے اور نکالے اور دو شالے اور ہالے لاکر شاعر کہتا ہے
رند لکھنوی کیا کہتا ہے ہر بار تجھے قتل کرینگا ؛ اک جان ہے باقی اسے تو لے
کہ خدا لے ؛ سوز مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو ؛ کلیجے مین کانٹا گڑا ہے
نکالو ؛ جلونکی بری آہ ہوتی ہے پیارے ؛ تم اس سوز کی اپنے حق مین دعا لو ؛
آتش طریق عشق مین مارا پڑا جو دل شکستہ ؛ یہی وہ راہ ہے جسمین ہے جان کا

کہٹکا ❊ شراب صاف نہ باقی رہے تو اے ساقی ❊ تو ٹا نہ پیالہ مجہے کیچہڑ مین لتہڑنا نہ ٹہیٹ کا
آباد لکہنوی چشم پر بار گران ہے ابہی کاجل کا بوجہہ ❊ دوش سے اونکی سنبہلتا نہین ہے
آنچل کا بوجہہ ❊ دور رہے اونکی گلے سے ابہی ہیکل کا بوجہہ ❊ ایسے نازک ہین کہ اوٹہتا ہے
نہین ہلکا بوجہہ ❊ ناسخ دی دوپٹا تو اپنا ململ کا ❊ ناتوان ہون کفن بہی ہو ہلکا ❊ اور
علی ہذا القیاس سعدی یکی دربیابان سے کے تشنہ یافت ❊ برون از رمق در حیاتش
نیافت ❊ اسکو تجنیس مفروق بہی کہتے ہین برخلاف یہ اونکے کہ تجنیس مرکب مجموع ہے
شعر حافظ اور امانت مین تشریح بعض اساتذہ نے لکہا ہے کہ معمول مین بنای قافیہ کی
تلفظ پر ہوتی ہے لہذا کمی وبیشی حروف کی از روے کتابت قابل اعتبار نہین تحلیل رہے
میوۂ باغ جان غبغب تو ❊ خجل چشمۂ آب خضر از لب تو ❊ ز حالم خبر گیر اے من فدایت
کہ صبر و قرار از دلم رفتہ بے تو ❊ مگر احسن نہین ہے تشریح عطاء اللہ حسینی نے
لکہا ہے کہ شعراے متقدمین معمول تحلیلی کو عیب سے شمار کرتے تہے مگر متاخرین
اسکو صنعت مین داخل کرتے ہین اور در اصل مین یہ بات نہین ہے اور
شمس الدین فقیر نے دونو قسمون کی نسبت مین لکہا ہے کہ یہ دونو قسم محسنات سے ہے
بشرطیکہ مکرر اور بفاصلہ نہ لاوین ورنہ داخل عیوب ہے

## کلام ہشتم در تشریح قواعد ضروریہ و فوائد عجیبہ

تشریح اول ہاے ہوز الفاظ ثنائی مین بحالت واقع ہونے کے وسط کلام مین یا
اگر واجب الحذف نہو جیسے کہ وجہ ونہ تو حرف روی ہو سکتے ہین اور تکرار اوسکی
ایطا مین نہین ہے حافظ اے دوست ترا دوست کہ دارد چو من ❊ با چو تو بدبخت دوست
چہ دارد چو من ❊ ہر جا کہ روم خوے بدت خواہم گفت ❊ تا ہیچ کس دوست ندارد چو من ❊

تشریح دوم بعضون نے الفاظ عربی جیسے مومنات و مسلمات اور دولت و نصرت
و حشمت و عبادت اور محبت و شفقت و صورت و طلعت کا قافیہ کیا ہے اور ایسا مین شمار
نہین کیا چنانچہ بپابندی اسکے سعدی علیہ الرحمہ نے بنیاد قافیہ کی ایک حرف پر رکھی
کما قال نے البوستان سعدی چنان نادر افتاد در روضۂ ۞ کہ در لاجوردی طبق
بیضۂ ۞ ہان اگر ہاے ہوز کو غیر ملفوظ کہین بسبب اختلاف قید کے تو نامقبول ہے
کیونکہ یہ اختلاف حروف علت مین اگرچہ روی مطلق ہو جائز نہین اسیطرح خوش و
منفیش کا قافیہ نہین ہو سکتا و آخر ہو کہ اگر شعر مردف ہو تو ضابطہ مذکورہ بالا قابل
حرف گیری یک گونہ نہین رہتا کیونکہ ردیف عیب قافیہ کو چھپا دیتا ہے حافظ
دل سراپردۂ محبت اوست ۞ دیدہ آئینہ دار طلعت اوست ۞ آتش دو دن کی زندگی
رہتے ہم مرے ہوے ۞ جوش جنون کی زرد کیا جب ہری ہوے ۞ مگر متاخرین
اسکو ناجائز سمجھتے ہین ہان اگر تکرار حرف ماقبل تاء فوقانی کے متحد ہو تو بہتر ہے
جیسے اضافت و ضیافت صباحت و ملاحت مگر مصافت و علامت تباہ سے خطا کا
قافیہ جائز نہین ہے تشریح سوم نورالدین احمد نے لکھا ہے کہ بعض حروف زائد
مشہور الترکیب ایسے ہین کہ جب اون سے اور حرف ملجاوین اور مشہور الترکیب
نہین تب حیثیت حرف روی کی اون مین آجاتی ہے جسطرح پر نون زرین
ومہ پارین کا مشہور الترکیب ہے لائق روی کے نہین ہے ہان اگر ہاے ہوز
ملجاوے جیسے زرینہ و پارینہ تو جائز ہے علی ہذا خندان و گریان جائز نہین مگر
خندانند و گریانند کا قافیہ باندھنا جائز ہے اور جو کہ محمد ابن قیس نے کتاب المعجم مین
جمع کرنا ان الفاظ کا جائز رکھا ہے قابل اعتبار نہین تشریح چہارم وافی مین ہے

کہ اگر کرم و رم و حرم و برہم کا قافیہ ہو تو میم برہم کا حرف روی میں ہوگا نہ کہ وصل کا اگر برہم اور بسیرم اور بستم رم کے ساتھہ قافیہ کرم کا ہو تو میم کرم کا حرف وصل کیا جاویگا کیونکہ متقابل حرف وصل کے واقع ہوا ہے بخلاف ورم و حرم کے کہ میم اسکا اصلی ہے لہذا برہم کا میم اصلی قرار دیکر روی ٹھہرایا گیا تشریح پنجم جائز ہے حرف وصل کو ساتھہ حرف روی جزو کلمہ کے قافیہ کرنا فردوسی بگویم زما در ش نیز از پدرش ؛ ترسیم بغیر از خداوند عرش ؛ رند تنگ آیا ہوں اس جور کی بیدادگری سے ؛ اوجھا ونکا اب دل کو کسی اور پری سے ؛ مگر احسن نہیں بسبب اختلاط کثیرہ کے اشعار فارسی و عربی اردو میں حد جواز کو پہونچا ہے اور ممنوعات میں اوسکو شمار نہیں کرتے تشریح ششم جائز ہے کہ ایک شعر میں تین یا چار قافیہ لاوین یا آنکہ تمام شعر کو مقفی کرین بلکہ یہ اچھی صنعت ہے جامی ازین صحرا جدا و خامہ بیلے کن ؛ وزین سودا سواد نامہ طی کن ؛ منظور عفی عنہ واجب التحمید خلاق و کریم ؛ لارب التجید رزاق و رحیم ؛ تشریح ہفتم درست ہے کہ واسطے ضرورت قافیہ کے ہاے ہوز کو الف کر دیوین اندر نگل کسی شمع کہا بیٹھے ؛ دلکو پروانہ ساں جلا بیٹھے ؛ کشتگان وفا شہید ہوے ؛ اسے تیر آپ مرثیہ بیٹھے ؛ صبا بن ٹلوی جام ٹوٹا بت بدست کہ مینا ٹوٹا ؛ دل عاشق کی بھی کچھہ قدر ہے ٹوٹا ٹوٹا ؛ پر زہر کہاے ہوے پہرتا ہوں یہ بھی نوبتی پر ؛ کوٹ کر مینا کنک لیا جیسا کوئی شیشہ ٹوٹا ؛ تشریح ہشتم الفاظ ہندی میں جو حروف ہندی مخلوط التلفظ جیسے بہا و پہا و ٹہا و جہا و چہا و دہا و ڈہا و ڑہا و کہا و گہا واقع ہوے ہین قافیہ میں بمقابل حرف واحد فارسی کے باندھے جاتے ہین آتش لکھنوی سانپ کا زہرہ گیسو ہین اوگلنے والے ؛ آہ جو کیونکہ

چھلا وے کو ہین چھلنے وہ اسلئے ٭ ہو منہ اوٹھتی ہی ترے بزم سے سب وٹھہ کھڑی ہوے

وے یار رہ گئے کہ جو تے عشق ٭ بو ہوے ٭ ذکی عمر بہر دام محبت سے نکلنا معلوم ٭

ایسے دریا مین ہون ڈوبا کہ اوچھلنا معلوم ٭ تشریح نہم جائز ہے کہ یہ حروف تحریر مین مخلوط بہا ہو

ہونا ور تقطیع قافیہ مین بجاے ایک حرف کی تصور کیے جاوین سودا نہ کہینچ ای شانہ اُن زلفونکو

یہان سودا کا دل اٹکا ٭ اسیر ناتوان ہے یہ ندے زنجیر کا جھٹکا شعر رشتی نگہہ کی جابث یہ ہے

لعل لگا ہوا ٭ ہیران ر سیلی آنکھون مین شربت گھلا ہوا ٭ قلق ہو نا کہ اسقدر مرا گھر ہے ٭

حلقہ ہور دہان اژدر ہے ٭ تشریح دہم قافیہ مین جیم عربی یا جیم فارسی کے ساتھہ جیم ہندی کو

روی قرار دینا من قبیل عیوب قوافی ہے مثل تنگ و سگ کے جیسا کہ تشریح الفاظ مین زنگ کا

تشریح یازدہم جاننا چاہیے کہ جس طرح یہ الفاظ عربی کو ساتھہ فارسی کے مانند قرآن و امان

کے قافیہ کرنا درست ہے اسیطرح لفظ ہندی کو الفاظ عربی و عجمی کے ساتھہ قافیہ کرنا درست ہے رند

ہزارون خون ہوے سیکڑون حلال ہوے ٭ تمہارے ہاتھہ جو مہندی سے لال لال ہوے ٭

وسمہ برسون مین مرے یار کی لیکر خبر آئی ٭ مدت مین او باد صبا راہ پر آئی و لہ ٭ وسمے بہت ہے مجھے

تو تم سے بیر ٭ وجہ کیا کاوش کی مجھ سے اہل دیر ٭ سودا آدم کا جسم جبکہ عناصر سے بن گیا ٭

کچھہ آگ بچ رہی تھی کہ عاشق کا دل بنا ٭ تشریح دوازدہم کلام مطلق منقسم ہے دو قسم پر

منظوم و منثور منظوم مین قافیہ جزو ماہیت شعر کا ہے جیسے کہ کہتے ہین الشعر کلام

موزون مقفی ٭ اور نظم و شعر بسبیل عام و خاص کے ہے بس شعر مین وزن کا ہونا

متعمد شاعر مشروط ہے بخلاف سکاکی کے کہ تعمد اوسکی نزدیک شرط نہین ہے اور ابو اسحاق

زجاجی کے نزدیک برخلاف جمہور اساتذہ کے اون اوزان کا ہونا بھی شرط ہے کہ جن پر عرب

اول نے شعر مین موزون کی ہون اور نظم اور نثر مین صرف وزن فارق ہے چنانچہ شمس فخری

اصفہانی اور برہان سے نے کہا ہے اور برہان سے نے یہ بھی کہا ہے کہ کلام موزون اگر مقفی
ہو تو شعر ہے ورنہ نہین ؛ حاصل یہ ہوا کہ کلام ناموزون نثر ہے اور موزون نظم ہے اور
نظم مقفی شعر ہے اور غیر مقفی غیر شعر لہذا موزون بلا قافیہ نثر ہے ؛ شیخ محمد گیلانی اور اکثر اہل
اساتذہ فرماتے ہین کہ مجموع وزن و قافیہ کا ہونا منظوم مین شرط ہے لہذا نثر کی تین قسمین
کی ہین ایک نثر مسجع جسمین قافیہ ہو اور وزن نہو دوسرے نثر مرجز جسمین وزن شعری ہو
مگر قافیہ نہو تیسرے نثر عاری جسمین نہ قافیہ ہو نہ وزن پس بحسب قول زمخشری
و محمد ابن قیس و شمس فخری و مولانا جامی و عطاء اللہ حسینی و صاحب مجمع الصنائع کے
مصرع و مقفی ہونا شعر کا شرط ہے ؛ فقیر مولف منظور عفو ذنوب نے بہ شرح و بسط بیان اسکا
اپنے رسالہ مسمی بہ موید الشعرا مین لکہا ہے ؛ تشریح سی و سیوم مستزاد مین کلام اساتذہ
مختلف ہین کہ آیا جزو منظوم ہے یا منثور شمس فخری و مولانا رفیع الدین فرماتے ہین کہ
منظوم ہے کما قال مولانا الرفیع وان اختلفت اے القافیۃ فان کان وزن المصراع
متناسب التقطیع و القافیۃ لعبابیات الرباعی و الغزل و مصاریعہا مستزاد شیخ محمد گیلانی
و صاحب لطائف اللغات و نظام الدین احمد صاحب مجمع الصنائع مجوز کلام منثور ہونے کے ہین
کما قال محمد جیلانی المستزاد کلام منظوم تستزاد بعد مصارعہ او بیتہ فقرۃ من النثر ؛ نور الدین احمد کا
کلام اگرچہ جانب نثر مائل ہے مگر تصریح نہین کما قال مازاد ہم بہت آنکہ ہر قافیہ کہ زیادہ اند
مستزاد ست صادق نسبت چہ آنہا در آخر مصرعہا و بیتہا الحاق شدہ اند انتہی ؛ مگر اتفاق اسپر ہے
کہ مقفی ہونا مستزاد کا لازم ہے اور مستزاد کا ایک جزو ہونا اجزاء بحر اوسی نظم سے شرط ہے
وزن و سنا ہونا چاہیے ؛ الحاصل مستزاد مین ایک جزو وزن رباعی کا بعد ہر مصرع رباعی کے
لایا کرتے ہین اور یہ دو قسم پر ہوتا ہے مثلا اگر مضمون شعر کا اوس فقرہ پر منحصر ہو تو

مستزاد لازم کہین گی اگر سعی فقرہ پر منحصر ہوون تو مستزاد عارض کہین گے جرأت جادو ہے
نگہ حبیب ہی غضب قہر ہے مکھڑا ؛ اور قد ہے قیامت ؛ غارت گر دین وہ بت کافر ہے
سراپا ؛ اسکی قدرت ؛ ہین بال بھی بکھرے ہوئے مکھڑے پہ وہ ہوان دہار ؛ جون شعلہ پہ
ہو دود ؛ اور رنگ رخ یار ہے گویا کہ بھبوکا ؛ اور تشبیہ ملاحت ؛

## کلام منہم در حقیقت و کمیت زبان اردو

حذر خدمت مین طالبان فن متین اور شائقان سخن تین کہ لغات ولفود قوافی و ردیف
اور صرف و نانیر شعر و سخن لطیف کی ہین یہ ہے کہ زبان اردو بذاتہ ایک زبان
نہین بلکہ یہ زبان السنہ متنوعہ یعنے عربی و فارسی و ہندی و سنسکرت و ترکی سے
ترکیب پاکر بنام زبان اردو معروف و موسوم ہوئی لغت مین معنی اردو کے
لشکر و فوج کے ہین چونکہ فوج مین ہر ایک ملک کے متوطنین رہا کرتے ہین لہذا گفتگو
مختلفہ بسبب گفت و شنود یکدیگر اور قیام اور مجالست یکجائی کی باہم ممتزج و مرکب
ہوگئی اور یہ زبان عصر معدلت اثر حضرت شہاب الدین صاحب قران ثانی شاہجہان
غازی نور اللہ مرقدہ مین ایجاد ہوئی اور اب بباعث مرور عرصہ ممتد و اختلاط
بیحد کی ازبس مصفے و مجلے ہوگئی واضح ہو کہ شعراے متقدمین اور فصحاے طبقۂ اولین
اکثر الفاظ ٹھیٹھ ہندی مثل لفظ ہون و نین و سکہہ ڈنک و ستی وغیرہ اشعار مین باندہا کرتے تھے
کہ انکو حضرات بلغاء متاخرین و فصحاے سابقین نے غیر فصیح و معیوب جانکر اپنے کلام سے متروک کیا
اور لب لباب فصاحت زبان اردو عند الفصحاء المتاخرین یہ ہے کہ وہ الفاظ عربیہ
و فارسیہ متعارفہ مستعمل ہون جو محاورہ عام و خاص مین بلا تکلف و تصنع سرزد ہوا کرتی ہون
اور ایسے کلمات ہندیہ ٹھیٹھ اضافات و جمع و حروف ربط وغیرہ حروف و افعال کلمات ہندی

ضروری الاستعمال و مروجہ کلام خاص و عام گفتگو مین آوین جو بلاتامل وقت کے
صادر ہوا کرتے ہون تقیر مؤلف نے نظائر مین اون اشعار اردو کو لکھا ہے کہ جنکے
قوافی مین الفاظ مروجہ زبان اردو یعنے فارسی یا عربی یا ہندی فصیحہ ہون اور
اون اشعار جنمین الفاظ مکروہ نا ہندی یا السنہ دیگر غیر متعارفہ ہون نہ لکھا کیونکہ
التزام اس رسالہ مین اظہار قوافی زبان اردو کا کیا گیا نہ زبان بہاٹون اور کبت گویونکی؛
بعض اشعار متقدمین جنمین الفاظ متروکہ فصحاء متاخرین راقم آثم نے لکھے وے بنظر
انتباہ ارباب شوق و اطراد نظیر کے تحریر پائی؛ علاوہ ازین رسائل قوافی فارسی مین
ملاحظہ کر لیا جاوے کہ اکثر الفاظ عربی مثل نقاب و حجاب اور تطاول و تغافل وغیرہ محولہ
موجدان فن قوافی موجود ہین بلکہ بیشتر حالانکہ فارسی بنفسہ ایک زبان علیحدہ اور بحد فصیحہ ہے
بخلاف اردو کی کہ جسکی ماہیت ظاہر ہے قطع نظر اسکے یہ رسالہ جامع ہے قوافی زبان اردو
و فارسی وغیرہ کا لہذا ہر زبان کی نظائر و بحث سے گفتگو کی گئی ظاہر ہے کہ الفاظ فارسی و
عربی باہم بایجا ممتزج و مختلط ہو گئے ہین کہ طالب تحقیق بعض وقت محتاج کتب لغات کا ہے
اسیطرح بعض الفاظ اردو کا حال ہے جیسے گتہ یعنے پارہ و پارچہ اور سرخ یعنے نشان اور
الاوے یعنے آتشدان الوارمان یعنی آرزو و امید ہے بمعنی ہست اور لال یعنی سرخ و قس علے ہذا
کذا فی الغیاث و بہار عجم ۱۲
الفاظ دیگر ایسے مستعمل ہو گئے ہین کہ کسیکو تمیز نرہی عندالملاحظہ کلام شعرائے فارسی مین بعض
توافق لسانین پر اور بعض اختلاط مزید زبان پر اسکو اعتبار کرتے ہین تنبیہ سمجھنا چاہیے کہ محاورہ زبان
اردو کا دو قسم پر منقسم ہے ایک محاورہ عام دوسرا محاورہ خاص محاورہ عام وہ ہے
جو نسبت گفتگوے عوام سے رکھتا ہو محاورہ خاص وہ ہے جو منسوب بہ گفتگوے شعرا و فصحائے زباندان
ہو اور یہ دو طرح پر ہے ایک محاورہ متقدمین شعرا کا اور یہ زمانہ مرزا رفیع سودا اور

سے تمسک ہے دوسرا محاورہ شعرائے متاخرین کا کہ ذوق و غالب و ناسخ و آتش وغیرہ ہین
پس لازم ہے کہ جو کوئی تتبع کرے یا کسی کلام کو پسند لاوے تو شعرائے زبان آگاہ متاخرین کے
اشعار و کلام پر تمسک ہو نہ کہ زبان قدیم متقدمین و عام پر تبصرہ قدما کے نسبت یہ لائق
ہیچدان از راہ طعن و بے ادبی کے نہین لکھتا بلکہ بنظر اتباع اہل ذوق و فصاحت طلب کے
تحریر ہوا ۔ و آخر ہو کہ متقدمین غفر اللہ لہم نے عمداً ناقص جانکر اوسکو نہین لکھا بلکہ یہی گفتگو اوس
حسن مقال و نکات مقتضائے اوس وقت کے تھا ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حسن و قبح ہر ایک اشیا کا
بعد مرور دہور کے معلوم ہوا کرتا ہے جیسے زبان اوس زمانہ مین تھی لکھی گئی بلکہ سودا نے
اپنے قصائد مین اور میر نے ایسی زبان لکھی ہے کہ متاخرین جن پر تمسک و استدلال کرسکتے ہین

## خاتمۃ الکلام لطافت انجام نزہت التیام

الحمد للہ علی ما اوتیت بجوامع الکلم ۔ وامرہ بان اصلی علی محمد حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم
واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ
اما بعد عارض و شیرہ جمیلہ اور رخسارہ باکرہ حسینہ رسالہ کلام شافی در بحث قوافی کا
کہ جسکا مطلع خورشید نام تاریخی ہے ۱۲۹۹ معسکر انبالہ حرسہا اللہ عن المکارہ مین باوصف
انتشار طبیعت و وقوع انواع اضطراب و کلفت کے غازہ حسن اتمام اور گلگونہ لطافت
اختتام سے رنگین و زیبا ہوا ۔ اور لیلی بیان اوسکی حجلہ دش خوابان مضمون و شاہان تیشنا
قلم شکستہ رقم اپنی محنت جان فرسائی پر آمادہ ہے کہ کچھ اوصاف اس مجالۂ نافعہ کی تحسین
تقریر و مطلع تحریر پر لاوے مگر از اوصاف مانع آئے صائب صفا بالی ثنائے خود بخود گفتن نمیزیبد
تر اصابت بہ المختصر وقت مطالعہ کے حسن و قبح اسکا منکشف ہوجاویگا گذارش خدمت مین اصحاب
ذوق و ارباب شوق کے یہ ہے کہ بعد مرور از راہ اخلاق عمیمہ عنایت فرما کر بقبول اوراق مسودہ رسالہ ہذا

فرط تمنا و بذل مکرمت سے بے رقت و ریب نظر ثانی دست بدست لیکر مطبع مطلع خورشید پہنچا کر مشتہر و شہرت دی ہے اب بکرم و لطف فراوان اس نسخۂ مصححہ مجددہ سے مطابق کریں بغیر اسکے ہر سیاہ نسخہ مطبوعہ قدیم و نسخ موفورہ فراوین شعر جوش کر بخطائی رسی و طعنہ مزن ؛ کہ ہیچ نقش نشستہ نزار اغلاط نبود ؛ تمت و ہذا آخر ما کتب قلمی و خرج من فمی بتوفیق الصمد و منہ الاعانت و المدد و کان ذٰلک فی اواسط السنۃ الاحدی و الثامن بعد الالف و الماتین من ہجرۃ سید الاولین و الآخرین فی المقام نورۃ الاکبر متعلق بالضلع للت فور اللہم خلصنا من الموانع النفسانیۃ و الوساوس الشیطانیۃ و شرفنا بمقام الوصول و اوصلنا بعالم العقول ؛ و احفظنا من آثار شرور الفاوی

قطعہ تاریخ تراوید ابر تنک خیال یگانہ موحد قوانین فصاحت موسس اساس بلاغت شاعر با تمکین ناشر ظہوری آئین بلیغ یکتا فصیح بے ہمتا مکرمی سید نعمت علی

چہپر اموی متخلص بجوش سلمہ اللہ تعالیٰ

تصنیف نمود چون کلام شافی ؛ منظور علی بلیغ سحبان ثانی ؛ تاریخ چو جست ہر طرف ؛ گفتا کہ خزینۃ المعانی ادب سنہ ۱۲۶۹

و منہ دام فیضہ

در کلام شافی آن منظور احمد اہل علم ؛ بسکہ در سلک معانی گوہر اسرار سفت ؛ از پئے تاریخ

او شد جوش را از بسکہ فکر ؛ ہاتفی از غیب باشش مطلع خورشید گفت سنہ ۱۲۶۹

نثر تقریظ از نتیجۂ طبع آسمان پیوند منشی حریری منزلت شاعر عنصری مرتبت مدقق دقائق فصاحت و محقق حقائق بلاغت خدیو جہان تازہ نگارے قافلہ سالار نادرہ طرازی سرلوح بیاض سخندانی سرآئینہ صحیفہ نکتہ دانی بہار بوستان متانت و فطانت سرچشمۂ دانش و درایت و فراست یادگار رفقا خلاصۂ احبا جان احباب منشی محمد مبارک حسن خانصاحب رئیس بریلی سرشتہ دار محکمہ بندوبست ضلع للت پور قسمت بوندیل کہنڈ دام ودادہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد موفور و ثنائے نامحصور اوس سخنور سخن آفرین کو شایان ہے کہ معلم عقل کل جسکے
دبستان بلاغت کا طفل ابجد خوان ہے اور اوسکے کلیات قدرت کاملہ مین چار مصراع برجستہ عناصر
اربعہ رباعی ہے موزون ۔ اور حواس خمسہ ایک مخمس پر مضمون ۔ شش جہت عالم اوسکی دیوان حکمت
بالغہ کا مسدس پربہار ۔ اور موالید ثلاثہ اوسکے بیاض صحت مین مثلث دلچسپ مزہ دار ۔ ارکان
مختلفہ کو ترکیب دیکر ترکیب بند اول پسند فرمایا ۔ اور افراد کائنات کو باہم تضمین کرکے ترجیع بند بنایا
اور تحفہ درود و صلوۃ و ہدیہ تحیات زاکیات اوس صدر ارکان رسالت کو سزاوار ہے کہ جسنے غریقان
بحر طویل ضلالت کو بعین عنایت مدید سے صحیح و سالم ساحل نجات پر پہونچایا ۔ اور ابتدائے معرکہ
ہیجا مین ضرب حسام کلام رجز انتظام سے فصاحت فصحائے عرب و عجم کو حشو فرمایا ۔ جگر تفتگان
تازہ فراق کو مزید رحمت سے شربت وصل معشوق حقیقی پلایا ۔ اور اسیر زندان معصیت کو
قید غم سے چھوڑایا ۔ گروہ انبیا اور خیل مرسلین مین کسیکو اوسکا مترادف ندیکھا اور حسب احکام حکیم
اوس مستفعلن سبیل شریعت و طریقت کا کوئی حائل و حاجب نپایا ۔ صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ۔ بعد از حمد و صلوۃ
قافیہ سنجان نظم بلاغت اور ناطقان موزون کلام سراپا فصاحت پر مخفی نرہے کہ فی زماننا متاع سخن گوہری
بازار جہان سے معدوم و مفقود ہے ۔ اور ابواب قدردانی و جوہر شناسی اصحاب علم و ہنر مسدود ۔ و قیاسندان گوہر
سخن طرازی کم تقاضائے ارباب فن سے مجروم ہین متاع گران بہائے سخن کو خفیف جانتے ہین ۔ اور وزن کلام موزون و آب تاب
مضمون رنگین سے ناواقف ہین ۔ ابیات پربہار کو بدتر از خانہ ویران اخرب سمجھتے ہین ۔ نکات شاعری و غوامض سخن پروری کو
کب جانتے ہین ۔ لہذا بنظر افادۂ خواص و عوام استفاضۃ کافۂ انام جناب مستطاب انوری عصر عنصری دہر سعدی زمان
نظامی دوران عرفی اول خاقانی ثانی رشک فردوسی محسود ظہیری فاضل اجل حکیم اکمل ماہر فائق معقول و منقول
واقف حقائق فنون و رسوم و اصول جالینوس عہد افلاطون وقت علامہ زمان مفتی سب بے ریب دریائے محیط مراسم شرع نبوی

ماحی اساس بدعات غوی مولانا و استادنا و مرشدنا حضرت مولوی حکیم سید منظور احمد صاحب
مد ظلہ العالی کی حسن آتش بیانی کے مقابلہ مین شاعر کی جرات نہین کہ دعوی نظم زبان پر لاوے؛ اور کسی
دبیر عالی تحریر کی مجال نہین کہ بزم نثاری قلم اوٹھاوے؛ نظم پر سوز و درد آمیز اونکا ناسخ کلام اساتذۂ ماضیہ
و حال ہے؛ ہاہا اہل مذاق کو اونکے اشعار آبدار سے ذوق و شوق کمال ہے؛ فصحاے عصر کو رشک سے سودا ہے
ہر مصرع برجستہ اونکا برق خرمن ہستی اعدا ہے؛ سبحان اللہ اگر رشحات اونکے رشحات قلم گوہر بار کی
دریوزہ گری نکرتا؛ دامان صدف لآلی آبدار سے نہ بھرتا؛ اور اگر معلم بہار اونکے دبستان سخن مین درس
نہ لیتا؛ عندلیبان چمن کو نغمہ ہاے موزون کا سبق نہ دیتا؛ خامہ و زبان اونکا سر چشمۂ مسعودی
گویا ذو الفقار ہے؛ صریر قلم اعجاز رقم سے صولت نعرہ شیر آشکار ہے؛ بموجب خواہش احباب
و فرمایش اصحاب یہ رسالہ فن قافیہ مین تصنیف فرمایا؛ مثل جسکا نہ آنکھون نے دیکھا نہ کانون نے
سنا؛ سبحان اللہ بحمدہ تلاش حضرت مصنف دام مجدہ قابل تحسین و مورد ہزار آفرین ہے؛ ماللہ باعث
خجلت اساتذہ متقدمین و متوسطین اور موجب فخر متاخرین ہے؛ فصیح و بلیغ اس زمانہ گذشتہ و گذشتنی
ہوئے بہت کچھ گذرے اور بحور ذہانت مین لیسے تفحص ایسے درمنثور و جواہر منظوم کے اونہون نے ہاتھ پاؤن
مارے مگر بجز منزل اول پر رہے؛ او بجز حسرت کچھ ساتھ نہ لیگئے؛ فی الحقیقت یہ رسالہ مقدمۃ الجیش ہے
معارک شعر و شاعری کا؛ اور مرتۃ التاج ہے حامل سخنوری کا؛ بقول مشک آنست کہ خود ببوید
نہ آنکہ عطار بگوید؛ تصدیق کلام بحیث عند المعاینہ ہو جاے گی قلم کو جرات نہین جو ستایش لکھے؛
زبانکو طاقت نہین جو مدح سرائی کرے؛ دعا خالق اکبر اس تالیف لطیف کو مطبوع طبایع کافۂ انام
فرماوے؛ اور فیض بخش جمہور خاص و عام رہے؛ سایہ بلند پایہ حضرت استاذی مد ظلہ العالی کا مستظل
مفارق مسترشدین رہے؛ اور کلام کرامت التیام اعجاز انجام کی تاثیر سے قلوب مریدین کو جلا بخشے آمین بحرمۃ النبی الامین

اشعار متفرقہ حضرت مؤلف یعنی جناب مولوی سید منظور احمد صاحب نتیجہ طبع مبارک حسن علوی

داد سواد نوخطان بلبل بے نواے را ؛ درس بیاض گلستان منت مرغزاے را ؛

سنہ کوہ کن نقش ز شیرین بر جا از دو رفت ؛ ورنہ پاے من و آن ہر دو بیک سنگ آمد ؛

سنہ سوداے زلف بی جگر پارہ پارہ نیست ؛ زان رو کہ شانہ را دل صد چاک دادہ اند ؛

سنہ عرق از لب شکر دارد بی صحبت اثر دارد ؛ می از لعلت شکر دارد بے صحبت اثر دارد ؛

تا اثر جواہر ہاے زیب طرف دوشش جو ؛ و لبش لطف جگر دارد بے صحبت اثر دارد ؛

بگرد سرو بالاے تو نخل آہ بے برگ است ؛ نہ گل دارد نہ بر دارد بے صحبت اثر دارد ؛ ؛

سنہ قامتش را سرو گفتم سر نے از و زیبا است این ؛ باز میگویم قیامت سے از و بالا است این ؛

ناف او را کعبہ گفتم حق بمرکز جا گرفت ؛ باز گرداب تعلق گفتم بجا است این ؛ سنہ

ہوا ہے باغ گلگشت گلشن خار دامن کا ؛ بلاے جان ہے رہنا یار کے پہلو میں دشمن کا ؛

گران ہے صحبت سنگین دلان آتش مزاجون پر ؛ نتیجہ ہے زبون پا بردت کو سنگ و آہن کا ؛

نہوی گرمی الفت نہ سے آہ کو باغ ؛ تو پردہ پڑ گیا تھا اپنے اوسکے دو روزن کا ؛

مصاحب کیون نہو سینہ تری آنکھونکا اے ظالم ؛ شریک حال جب بخت سیہ ہے کون رہزن کا ؛

نہون جنون کی گل زیب گریبان دست قاتل سے ؛ تو کب ہو سدرہ امان خنجر سیر گلشن کا ؛

نگہ بازنکہہ کو واہم سرنہان حیا سمجھے ؛ جو ہے اب جوہر آئینہ مانع شوق دیدن کا ؛ ؛

کہان منظور کو ہے ارتباط ماسوا اتنا ؛
تعلق جسقدر تھا خرقۂ عیسے کو سوزن کا

قطعات تاریخ از نتائج طبع وقاد شاعر عدیم المثل نادر بے ہمتا فخر خاندان ریاست غضنفری قدر دریا می شرافت و سخنوری نواب محمد واجد علیخان صاحب بہادر متخلص بہ حیدر ابن اسد نواب مظفر جنگ بہادر غفران مآب رئیس شہر فرخ آباد

فصاحت محقق شعر و سخن زندہ کن مضامین نو و کہن سر دفتر ارباب سخن سید فرزند حیدر متخلص بہ صفدر شاگرد میر علی اوسط رشک لکھنوی

رتبہ ہے فضائل منظور احمد ذی جاہ ؛ بیان سحر ہے اونکا تو معجزا تالیف ؛ کتاب علم قوافی میں جو فرمائی ؛ کہ مثل گوہر مکنون ہے بے بہا تالیف ؛ ردیف قافیہ کیا کیا ہر ایک طرح مین سے لکھے ؛ رسالہ کہ یہ ہے قدرت خدا تالیف ؛ بجا ہے کیجیے جو اشعار کی اوسے معیار ؛ نظر سے گذری نہیں ایسی خوشنما تالیف ؛ کرے بیان کوئی وصف اوسکی کس منہ سے ؛ سبب حصول معانی ہے جانفزا تالیف ؛ ہر ایک سطر ہے دلبستگی مین زلف پری ؛ برنگ عارض حسینان ہے دلربا تالیف ؛ صفت مین اوسکے یہ ارباب علم کیون نہ کہین ؛ ہوئی قلوب کی تالیف کی تبا تالیف ؛ خدا کی فضل سے منظور احمد کورٹ نے ؛ بزور علم و فراست اسی کیا تالیف ؛ غنی ہوں پڑھ سے نکو ایکو شاعران جہان ؛ ہے مثل نسخۂ اکسیر و کیمیا تالیف ؛ لکھا یہ صفدر سحبتہ بیان نے سال تمام ؛ رسالہ علم قوافی میں لاجواب ہوا تالیف ؛

جناب مولوی منظور احمد نے بلطف حق ؛ کتاب کہ قافیہ فن مین کیا تصنیف فرمائی ؛ و مم فکر تشویش سال ختم مجھکو صفا ای صفدر ؛ کتاب بحث علم قافیہ تاریخ ہاتھ آئی

تاریخ ۱۲۷۶ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در عرض قطعات معجز سمات تاریخ تالیف و اتمام و انطباع کتاب فصاحت انتساب علم قوافی و انی تصنیف لطیف جناب مکرمت مآب گل سر سبد گلشن آفرینش ؛ بلبل شاخسار دانش و بینش ؛ کحل الجواہر دیدہ شاہد حقیقت ؛ وسمہ ابروی عروس طریقت ؛ جوہر شمشیر لیاقت ؛ آب و رنگ تصویر صداقت ؛ جامع معقول و منقول ؛ حاوی فروع و اصول ؛ سرامد فضلاے روزگار ؛ سر دفتر علمای کبار ؛ دانا و متعال ؛ یوسف جمال کیوان خدم ؛ عطارد رقم مقبول درگاہ صمد ؛ مولوی سید منظور احمد صاحب والا مناقب بہادر تحصیلدار کورٹ علاقہ ریاست ترواد احم حالیہ

از صدف سراپا شرف نتائج افکار گوہربار شاعر نامی سخنور گرامی وحید زمان و استاد جہان آفتاب فلک سخنوری ماہتاب سپہر شاعری رشک فردوسی و طوسی غیرت انوری و نوری شہسوار میدان بلاغت طوطی شکرستان فصاحت ہزبر بیشۂ جاد و کلامی نہنگ دریاے سحر نظامی محقق شعر و سخن زندہ کن مضامین نو و کہن منشی سید فرزند حیدر متخلص بہ صفدر خلف الرشید سعید منشی سید امیر حیدر مرحوم ساکن شہر فرخ آباد محلہ تکیہ شاگرد خاص شوکت اختصاص جناب غفران مآب میر علی اوسط صاحب رشک مغفور لکھنوی زائر کربلاے معلی نور اللہ مرقدہ تاریخ انطباع لکھا ہے مولوی منظور احمد کی رسالہ وہ عیاں ہے اوج جس سے صاف تحریر قوافی کا ۔

چمک میں ہر ردیف مہر و مہ ہر ایک فقرہ ہے ۔ ستارہ اوج پر ہے کیا ہی تقدیر قوافی کا ۔

سری لفظوں سے شرف ذری سیارہ ستارہ ہیں ۔ اشارہ ہے یہی گردون سے تنویر قوافی کا ۔

سقفی ہو زبان اہل عرفان جسکو ہستی سے ہے ۔ وہ اک اعجاز ہے عیسی یہ تاثیر قوافی کا ۔

یہ کھینچی شکل سال طبع کلک فکر صفدر نے ۔

چھپا دیکھا مرقع اب تصاویر قوافی کا ۔

۱۲۸۹ھ

ایضاً منہ

تعریف اس رسالہ کی میں کیا کروں بیاں — گویا ہے صاف اہل نظر کا یہ آفتاب

منظور چشم اہل صفا کیوں نہ دل سے ہو — سرتاج ہے نجوم و قمر کا یہ آفتاب

کہتے ہیں اسکے وصف میں اختر شناس یہ — کیا سعی خوبیان کی ہے گھر کا یہ آفتاب

ہے ہر ورق مطلع خورشید حسن میں — باعث بجا ہے نور سحر کا یہ آفتاب

حرف و نقوط و مد سے دکھاتا ہے صاف صاف — نقشہ دہان و خال و کمر کا یہ آفتاب

وصف ردیف و قافیہ کیا اس جگہ کروں — وہ ماہتاب اودہر کا ادہر کا یہ آفتاب

تاریخ انطباع یہ صفدر نے کی رقم — نکلا سپہر علم و ہنر کا یہ آفتاب

۱۲۸۹ھ

## ایضاً تاریخ طبع

منظور احمد کا یہ رسالہ ؛ شاعروں کو ہے کافی دیکھو ؛ سال لکھا یوں صفدر نے ؛ یہ والا باغ قوافی دیکھو

ہے جو منظور احمد دیجاہ ؛ دل سے وہ عاشق پیمبر ہے ؛ وہ ہے تحصیلدار کرسٹے کا ؛ خلق کی اوسکی شہرہ آفاق

ہوم گھر ہے ؛ کیہ وسہ کو صفا سے باطن سے ؛ مہرتابان ہے ماہ انور ہے ؛

وصف اوس سید مقدس کا ؛ جسقدر لکھئے اوس سے بڑھ کر ہے ؛ عدل و بخشش سے اہل عالم کی

داورس ہے غریب پرور ہے ؛ نکہت مشک فیض سے اوسکے ؛ کیا مشام جہان معطر ہے ؛

جو سے لکھا دیا ہے ذہن رسا ؛ صاحب علم و اہل جوہر ہے ؛ قدر دان اہل احباب و الا کا ؛ باغ

اجلال کا صنوبر ہے ؛ وہ رسالہ لکھا ہے قافیہ مین ؛؛ جو کہ حسن زدل سخنور ہے ؛؛

یوں لکھا سال طبع صفدر نے

ابھی یہ زیب نظم گوہر ہے

۱۲۸۹

کیوں وصف منظور احمد میں کیا کیا ؛ سب حق ہے اوسکا ہر اک کام زیبا ؛ وہ ہے خاص گورنمنٹ کا

تحصیلدار اب ؛ سب اوسکا کرم خلق پر عام زیبا ؛ سراپا ہے دین نبی پر فدا وہ ؛ ہر اک رنگ

رنگ اسلام زیبا ؛ مہ جوز مین وگرد سے نان کرم کے ؛ ہے چرخ اوسکا اک خوان انعام زیبا

رسالہ قوافی مین لکھا نہیں ہے ؛ نہ یہ فوج معنی کا ہے لام زیبا ؛ عبارت ہے رنگین مضمون گل ہے ؛

ہے ہر صفحہ رنگ مین جو ایام زیبا ؛ یہ تاریخ چھپنے کی صفدر نے لکھی ؛ لآلی مضمون اکرام زیبا ؛ ایضاً

ہے رسالہ منظور احمد والا ؛ عیان ہین اوس سے سب اسرار علم لطف کلیم ؛ لکھا یہ صفدر سخن بیان نے

سال طبع ؛ مسرت دل ارباب علم لطف کلیم ؛

۱۲۸۹ ہجری

## ایضاً تاریخ طبع سمت ۱۹۲۹

جو منظور احمد کو مقبول حق ہے ؛ اوسے جاہ و حشمت کی مسند زیبا ؛ لکھی قافیہ مین کتاب ایسی اونے

## ایضاً تاریخ طبع منہ ۱۲۹۹ھ

جب ہوا طبع مطلع خورشید ؛ جا بجا اسکا ہوگیا شہرا ؛ فکر تاریخ جو علیم نے کی ؛ ٹک بیک
کان مین یہ آئی صدا ؛ سر بالین پکارا ہاتف غیب ؛ کیا ہی گلدستۂ سخن چھاپا
سنہ ۱۲۹۹ ہجری

## ایضاً و لہ دام فیضہ

جب چھپا یہ رسالہ نادر ؛ فکر تاریخ کی ہوئی پیدا ؛ غور مین نے کیا جو اسمین علیم ؛
ناگہان غیب سے یہ آئی صدا ؛ کیا نیا نسخہ اہل مطبع نے ؛ طبع بے مثل و بے نظیر کیا
سنہ ۱۸۸۱ء

و لہ سلمہ جناب سید منظور احمد ؛ کہ وہ ہین اہل فن کے قدر افزا ؛ لکھا علم قوافی مین رسالہ ؛
نہین تصنیف ہوتی اوسکی جہلا ؛ ہوا وہ مطلع خورشید موسوم ؛ جہان مین ہر جگہ ہو
کیون نہ شہرا ؛ نہین متاخرین سے یہ ممکن ؛ لکھین اسکے مقابل مین رسالہ ؛ کیا تاریخ کا
ارشاد مجکو ؛ گیا مطبع مین جب چھپنے وہ نسخا ؛ ہوئی جو فکر مجکو بہر تاریخ ؛ تو ہاتف نے کہا آ کے صدا یہ

زہے نامی عمر فی و مجدی و ناسخ ؛

اسکے رشک سے ہین بے سر و پا ؛

## تاریخ طبع کتاب قوافی سید محمد ابن حید متخلص بغضنفر شاگرد جناب سید محمد فرزند حیدر حسن صاحب متخلص بصفدر

سنہ ۱۲۹۹ ہجری

کیا خوب چھپا واہ یہ رنگین رسالہ
چھپنے کی یہ تاریخ مسیحی ہے غضنفر
غضنفر رسالہ کیا طبع کو
لکھا سال یون از رہ اعتبار
جو منظور احمد ہے غالی ہم
غضنفر سنو مجھسے تاریخ طبع

و لہ

و لہ

بہار اسکے سخندانون کو گلگشت طرب ہے
سلک در شہوار مضامین عجب ہے
سنہ ۱۸۸۲ء
بجا ہے خوشی سر بسر آج ہے
مجلی اہل نظر آج ہے
سنہ ۱۲۹۹ ہجری
یہ تالیف اوسکی ہے یکتا کتاب
ہے بے مثل زیبا سراپا کتاب
سنہ ۱۲۹۹ ہجری

## فہرست رسالہ ... مقالہ مطلع خورشید در بحث قافیہ